هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

# فاروق
## قادیان

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی

شرح چندہ
ہندوستان: معاونین ... عام ... طلباء ... ششماہی ...

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸


Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۴ محرم الحرام ۱۳۵۷ھ مطابق ۷ مارچ ۱۹۳۸ء | نمبر ۹

## دارالامان کی خبریں

(۱) ایام زیر اشاعت میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت ناساز رہی۔ پاؤں میں درد نقرس کی تکلیف ابھی تک ہے۔ احباب دعائے صحت فرما کر ثواب حاصل کریں۔

(۲) سیدۃ النساء حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کے جسم پر گلٹیاں ہو گئی ہیں۔ جن سے سخت تکلیف ہے۔ کمی خون ہے۔ خرابی جگر ہے۔ ناظرین دردِ دل سے ان کی صحت کامل و عاجل کے لئے دعا فرماویں۔

(۳) ۶ مارچ کو یوم التبلیغ کی وجہ سے تمام دفاتر و پریس اور احمدیہ کارخانے اور دکانیں بند رہیں اس لئے اخبار ۶ مارچ کو نہ چھپ سکا۔ ایک دن لیٹ ہو گیا۔ تمام احمدی دوست آج تبلیغ کے لئے جا بجا چلے گئے۔ مفصل رپورٹ آئندہ دی جائیگی۔

(۴) شکریہ۔ جن خریداروں نے چندہ فاروق ارسال فرما دیا ہے۔ اور وی۔ پی وصول کرلئے ہیں میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء اور جن دوستوں نے بلاوجہ معقول وی پی واپس کر دیئے۔ ان سے شکوہ ہے۔ اب جن کے ذمہ چندہ واجب ہے۔ ان کے نام حسب اطلاع سابق وی۔ پی بھیج دیئے ہیں۔ وصول فرما کر شکریہ کے مستحق ہوں۔ اور اگر وی پی وصول نہ کر سکیں۔ تو امانت رکھوالیں۔ جو ایک ہفتہ امانت رہ سکے گا۔ فاروق کو خرید کاغذ کے واسطے روپیہ کی ضرورت ہے۔

## تحریک جدید کے وعدے جلد سے جلد پورے کر کے ثواب حاصل کرو

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے دشمن کے اسلام اور احمدیت پر حملہ آور ہونے پر مخلصین جماعت کے سامنے جو مطالبہ رکھا۔ اسے جس اعلیٰ شان اور خوبی کے ساتھ جماعت نے لبیک کہا۔ اسکی مثال یقیناً صرف صحابہ اکرام رضوان اللہ اجمعین میں ہی ملتی ہے۔

جن جماعتوں اور افراد نے حضور کے ہاتھ پر یہ عہد کیا ہے۔ کہ وہ اپنا وعدہ ابتدائی مہینوں میں ہی پورا کر دیں گے۔ ان کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ "تحریک جدید سال چہارم" کی "پہلی سہ ماہی" ۲۸ فروری کو ختم ہو گئی۔ کیونکہ تحریک جدید کا چوتھا سال یکم دسمبر ۱۹۳۷ء سے شروع ہے۔ جن دوستوں کا وعدہ ماہ دسمبر۔ جنوری۔ فروری میں سے کسی مہینے میں ادا کرنے کا تھا۔ مگر وہ کسی وجہ سے معذور رہے ہیں۔ ان کو چاہیئے۔ کہ اس مہینہ میں ادا کر کے "سابقون الاولون" کے ثواب کو حاصل کر لیں۔ اور جن دوستوں نے یہ وعدہ کیا تھا۔ کہ قسط وار ادا کریں گے۔ مگر گذشتہ تین ماہ سے کوئی قسط باقی ہے۔ تو وہ اسی مہینہ میں ادا کریں۔ مگر ایسے دوستوں کو یہ یاد رہنا چاہیئے۔ کہ قسطوں کا ماہوار ادا کرنا ہی ان کے لئے زیادہ آسانی کا موجب ہے۔ پس آئندہ ہر مہینہ قسط ادا کرتے جانا چاہیئے۔ تا زیادہ بوجھ ہو کر تحریک جدید کے چندے کی ادائیگی جو خوشی اور آزاد مرضی کا چندہ ہے۔ گراں نہ گذرے۔

جن دوستوں کا وعدہ ہی مارچ میں ادا کرنے کا ہے۔ ان کو چاہیئے۔ کہ اپنے عہد کے مطابق اپنی رقم بروقت ادا فرماویں۔ ان کے علاوہ وہ احباب جن کا وعدہ آئندہ کسی مہینے میں دینے کا ہے۔ یا آخر پر ماہ نومبر میں دینے کا وعدہ ہے۔ ان کو یاد رہنا چاہیئے۔ کہ تحریک جدید کا چندہ ابتدائی مہینوں میں ادا کر دینا ہی زیادہ ثواب اور حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دعا کا محرک اور سب سے بڑھ کر سابقون الاولون کا ثواب حاصل کرنے کا موجب ہے پس ان کو بھی جہاں تک ممکن ہو سکے۔ جلدی ادا کرنا چاہیئے۔ ایسے تمام دوستوں کو چاہیئے کہ اس ثواب کے حصول کے لئے پوری کوشش کریں۔ اور سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مندرجہ ذیل ارشادات کو اپنے ذہن نشین کریں۔

(۱) "اگر آپ کے اخراجات کی زیادتی آپ کے لئے مانع ہے۔ تو یاد رکھیں۔ اخراجات کی زیادتی کی زیادہ تر ذمہ واری آپ پر ہے۔ سلسلے کی ذمہ واری دوسرے نمبر پر نہیں۔ بلکہ پہلے نمبر پر ہے"۔

(۲) "اگر آپ کے راستہ میں مشکلات ہیں۔ تو یاد رکھیں یہ مشکلات اوروں کے راستہ میں بھی ہیں۔ مگر باوجود اس کے وہ خدا تعالےٰ کی راہ میں قربانی سے نہیں ڈرے۔ بلکہ ابھی اور قربانی کرنے کو تیار ہیں"۔

(۳) "آپ کو ان دلیلوں سے تسلی نہیں ہونی چاہیئے۔ جن سے لوگوں کو خاموش کرا سکیں۔ بلکہ ان سے جو قیامت میں خدا تعالےٰ کے حضور پیش کر سکیں"۔

(۴) "وہ شخص جو نفس کے لئے عذر تلاش کرنے میں لگا رہتا ہے۔ ناکام رہتا ہے۔ کامیابی کا منہ وہی دیکھتا ہے۔ جو اپنے نفس کا محاسبہ کرنے میں سختی سے کام لیتا ہے"۔

(۵) "سلسلے کے کاموں کو اپنے کاموں پر مقدم سمجھو۔ سلسلے کی تبلیغ کو اپنے بیوی بچوں سے باتیں کرنے پر مقدم سمجھو۔ اور سلسلے کی "مالی ضروریات" کو اپنی مالی ضرورتوں پر مقدم سمجھو۔

(۷) "اپنے اندر وہ حالت پیدا کرو۔ کہ جب بھی خدا کی آواز کانوں میں پڑے۔ تمہارا سر اسی جگہ جھک جائے۔ اور تمہارے اندر اس کے خلاف ایک ذراسی بھی جنبش پیدا نہ ہو۔ یہ وہ ایمان ہے۔ جو حقیقی ایمان کہلاتا ہے۔ یہ وہ ایمان ہے۔ جو دل سے ہر قسم کے گند دور کر کے انسان کو قوم کا سپاہی بنا دیتا ہے۔"

(۷) "اخلاص اور عدم اخلاص بہت موٹی چیزیں ہیں۔ اور یہ فوراً نظر آجاتی ہیں جسے اخلاص ہوتا ہے۔ اسے اپنے محبوب کی ہر چیز پیاری معلوم ہوتی ہے۔ مگر جس کے اندر اخلاص کا مادہ نہیں ہوتا۔ وہ محبت کا دعویٰ تو کرتا ہے۔ لیکن اس کے آثار اس کے اندر نہیں پائے جاتے۔"

بالآخر کارکنان جماعت سے التماس ہے کہ وہ تحریک جدید سال چہارم کے چندے کو کامیاب کرنے کے لئے توجہ فرمائیں۔ جس قدر جلد سے جلد تحریک جدید کا چندہ ادا کر دینگے۔ اسی قدر آپ کو زیادہ ثواب ہوگا۔ اور ایسا ہی جدوجہد کرنے والے احباب کو بھی برابر کا ثواب ملے گا۔ اللہ تعالے توفیق عطا فرمائے۔ والسلام

خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید

## ذاتی امانت فنڈ

مجلس مشاورت منعقدہ اکتوبر ۱۹۳۶ء میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا۔ کہ جن احباب کے پاس مخصوص اغراض مثل تعمیر مکان۔ خرید اراضی بیاہ شادی یا تعلیم وغیرہ کی غرض سے کچھ روپیہ جمع ہو۔ اور ان کو اس روپیہ کی فوری ضرورت نہ ہو۔ ان کو چاہیئے۔ کہ بجائے اپنے پاس یا اپنے طور پر ڈاکخانہ یا بنک وغیرہ میں جمع رکھنے کے ایسے روپے کو صدر انجمن احمدیہ کے خزانے میں بطور ذاتی امانت جمع کروا دیں۔ یہ روپیہ جب بھی ضرورت ہو۔ واپس لیا جا سکتا ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ یہ بہت معمولی اور چھوٹی سی بات ہے۔ مگر اس طریق سے صدر انجمن احمدیہ کی امانت میں دس پندرہ بیس لاکھ روپیہ جمع ہو سکتا ہے لیکن اگر ایسا نہ ہوا۔ تو میں یہ نہیں مانوں گا۔ کہ دوستوں کے پاس روپیہ نہیں۔ بلکہ یہ سمجھوں گا۔ کہ اس طرف توجہ نہیں کی گئی۔ اس وقت تک ۵۰ کے قریب دوستوں نے نئے حسابات کھلوائے ہیں۔ اور اپنا روپیہ صدر انجمن احمدیہ کے خزانے میں داخل کروایا ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ ابھی سینکڑوں دوست ایسے ہیں جنہوں نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی۔

پس احباب کو چاہیئے۔ کہ صدر انجمن احمدیہ کی مالی مدد کرنے اور ثواب حاصل کرنے کے اس آسان طریق پر خود بخود بھی عمل کریں اور دوسرے دوستوں کے

علم میں بھی اس تحریک کو لائیں۔ اور انہیں اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیں۔ قواعد ذاتی امانت نظارت بیت المال سے منگوائے جا سکتے ہیں ؛ (ناظر بیت المال)

# سلسلہ کی خبریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## چودھری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب بالقابہ کی مزید عزت افزائی

احباب سلسلہ اس خوشخبری کو سنکر خدا کی حمد کریں گے۔ کہ آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کے۔ سی۔ ایس۔ آئی ممبر ایگزیکٹو کونسل وائسرائے ہند کو کنگز کالج لنڈن کا فیلو مقرر کیا گیا ہے۔ جو سر ممدوح کی اعلیٰ قابلیت کا تازہ اعتراف ہے۔ آنریبل چودھری صاحب نے لنڈن یونیورسٹی کی ایل ایل بی کی ڈگری اسی کالج سے حاصل کی تھی۔ اور امتحان میں سب سے اول رہے تھے۔ گذشتہ سفر انگلستان کے موقعہ پر جبکہ آپ کو تاجپوشی کی تقریب پر ہندوستان کی طرف سے نمائندہ مقرر کر کے بھیجا گیا۔ کیمبرج یونیورسٹی نے آپ کو ڈاکٹر آف لا کی اعزازی ڈگری دی تھی۔ انگلستان کے اعلےٰ علمی اور سیاسی حلقوں کی طرف سے آنریبل چودھری صاحب موصوف کی شاندار قابلیتوں کا جو خراج تحسین ادا کیا جا رہا ہے۔ وہ نہایت خوشکن ہے۔ خدا تعالےٰ مبارک کرے۔ آمین۔

## مجلس مشاورت کے لئے نمائندوں کے انتخاب کی جلد اطلاع دیں

پرائیویٹ سکرٹری صاحب فرماتے ہیں۔ کہ نمائندگان مجلس مشاورت ۱۹۳۸ء کے لئے ۲۳ جنوری ۱۹۳۸ء سے کئی بار اعلان ہو چکا ہے۔ لیکن ابھی تک بہت کم جماعتوں کی طرف سے انتخابات نمائندگان کی اطلاعات دفتر میں پہنچی ہیں۔ عہدہ داران جماعتہائے احمدیہ جلد سے جلد نمائندگان کی اطلاعات بھجوائیں۔ اور ساتھ ہی اس امر کی بھی تصدیق ہونی چاہیئے۔ کہ یہ انتخاب شرائط کے مطابق ہے۔

## نیا زیور بنوانے کی مزید وضاحت

تحریک جدید کے سلسلہ میں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا جماعت احمدیہ کو جو یہ ارشاد ہے۔ کہ کوئی نیا زیور نہ بنوایا جائے۔ اس کے متعلق دہلی کی ایک خاتون نے حضرت کی خدمت میں لکھا۔ اگر کچھ تھوڑا سا سونا بچا ہوا رکھا ہو۔ تو اسکی ہر وقت استعمال میں آنے والی کوئی چیز مثلاً بٹن یا بندے یا کوئی انگشتری بنوا سکتے ہیں یا نہیں۔

اس کے جواب میں حضور نے لکھوایا :۔

جن کے پاس تحریک جدید سے پہلے کا خریدا ہوا سونا موجود ہو۔ وہ خالص سونے کا یعنی جڑاؤ نہ ہو۔ زیور بنوا سکتے ہیں۔ گو زیور جہاں تک ہو سکے۔ کم بنوانا چاہیئے۔

## بقایا دار موصیوں کو مکرر یاد دہانی

سکرٹری صاحب مقبرہ بہشتی موصیان حصہ آمد کو تاکید فرماتے ہیں۔ کہ اب صرف دو ماہ اس سال کے باقی ہیں۔ ۳۰ اپریل کو سال ختم ہو جائیگا۔ بقایا دار اپنا اپنا بقایا بہت جلد ادا فرمائیں۔ جس موصی حصہ آمد کے ذمہ چھ ماہ کا بقایا ہوگا۔ اسکی وصیت بغرض منسوخی مجلس کارپرداز میں پیش کر دی جائے گی۔ بقایا داران موصی صاحبان خاص توجہ فرمائیں۔

## ہفت سالہ امانت فنڈ تحریک جدید

سکرٹری صاحب امانت جائیداد تحریک جدید اطلاع دیتے ہیں۔ کہ فاروق مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۳۸ء میں امانت فنڈ تحریک جدید ہفت سالہ کی اہمیت واضح کرنے کے لئے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی ایک تقریر سے بعض اقتباسات شائع کئے گئے تھے۔ جن میں حضور نے اس تحریک کو نہایت مبارک قرار دیتے ہوئے یہاں تک فرمایا تھا۔ کہ یہ ایک الہامی تحریک ہے۔

خوشی کی بات ہے۔ کہ بعض احباب نے اس فنڈ کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے تحریک امانت ہفت سالہ میں شمولیت اختیار کی ہے۔ اور ابھی دوستوں کے وعدے موصول ہو رہے ہیں۔ لیکن بہت سے ایسے احباب ہیں۔ جنہوں نے ابھی تک اس طرف توجہ نہیں فرمائی۔ ممکن ہے۔ کہ انہوں نے حضرت امیر المؤمنین کے ارشادات عالیہ کو پڑھ کر اپنے دل میں یہ عہد کر لیا ہو۔ کہ وہ تحریک امانت ہفت سالہ میں ضرور شامل ہوں گے۔ لیکن ان کے نام درج نہیں کئے جا سکتے۔ جب تک وہ خود دفتر امانت میں اطلاع نہ دیں۔ اسلئے میں ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ ان تمام احباب کو جنہوں نے دورِ اول میں اس مبارک تحریک میں شمولیت اختیار نہیں کی۔ عرض کر دوں۔ کہ وہ دورِ ہفت سالہ میں تلافیٔ مافات کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ سلسلہ کے مفاد کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ رہے۔ کیونکہ یہ ایک ضروری بات ہے۔ کہ اگر دوست توجہ نہیں فرمائیں گے۔ اور امانت جائیداد میں روپیہ جمع نہیں کرائیں گے۔ تو نہایت اہم اور ضروری کام رک جائیں گے۔ جو پچھلے تین سالوں میں سرانجام ہوئے۔ اور مرکز سلسلہ کی مضبوطی کا موجب بنے۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو توفیق عطا فرمائے۔

وہ احباب جو گذشتہ سہ سالہ دور میں شامل رہے ہیں۔ ان کو خاص طور پر توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ چونکہ مومن پیچھے نہیں ہٹتا۔ بلکہ اس کا قدم آگے بڑھتا ہے۔ اس واسطے وہ پہلے سے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

بالآخر میں امراء و پریذیڈنٹ صاحبان و سکرٹریان جماعت کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں۔ کہ وہ اس تحریک کی اہمیت کو جو فاروق نمبر ۷ کے صفحہ اول پر شائع ہو چکی ہے۔ تمام جماعت کے دوستوں کو پڑھ کر سنا دیں۔ اور بار بار تحریک کریں۔ کہ تمام دوست اسمیں شامل ہوں۔

## فارم تشخیص جلد واپس کریں

ناظر صاحب بیت المال انجمنہائے احمدیہ کے سکرٹری صاحبان مال کو یاد دہانی کراتے ہیں۔ کہ دفتر بیت المال سے تشخیص بجٹ فارم برائے تکمیل ارسال کر کے تاکید کی گئی تھی۔ کہ انہیں ۲۸ جنوری تک دفتر میں واپس کر دیا جائے۔ لیکن ابھی تک بہت سی جماعتوں کی طرف سے فارم مذکور واپس موصول نہیں ہوئے۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا سکرٹری صاحبان مال کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ اس بارہ میں فوری توجہ فرمائیں۔ اور جہانتک ہو سکے جلدی تشخیص فارم واپس کر دیں ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۷ مارچ سنہ ۱۹۳۸ء | نمبر ۹

## خطبہ جمعہ مورخہ ۲۵ فروری سنہ ۱۹۳۸ء

# صدر انجمن احمدیہ کے کارکنوں اور جماعت کے افراد سے خطاب

## فرمودہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

آج نزلہ اور گلے میں خراش کی وجہ سے میں زیادہ بول نہیں سکتا۔ علاوہ ازیں دائیں پاؤں میں

### دردِ نقرس کا دورہ

ہوگیا ہے۔ اس لئے زیادہ کھڑا بھی نہیں ہوسکتا۔ اس وجہ سے میں آج بہت ہی چھوٹا خطبہ کہنا چاہتا ہوں۔ میں نے پچھلے خطبہ میں دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ منہاج نبوت کے مطابق جو انتظام ہوتا ہے۔ وہ اور قسم کا ہوتا ہے۔ اور مغربی اصول کے مطابق اور قسم کا۔ منہاج نبوت کے مطابق جو انتظام ہوتا ہے۔ اسمیں نہ کام کرانے والے کوئی معاوضہ مقرر کرتے ہیں۔ اور نہ کام میں مدد کرنے والے کوئی حد بندی لگاتے ہیں۔ منہاج نبوت کے مطابق نہ تو یہ شرط ہوتی ہے۔ کہ کوئی شخص

### دین کی ضرورت

کے وقت ایک پیسہ۔ یا دھیلہ یا دمڑی فی روپیہ چندہ دے۔ اور نہ یہ شرط ہوتی ہے۔ کہ کوئی شخص چار پیسے یا چھ پیسے فی روپیہ چندہ دے بلکہ زکوٰۃ مقررہ اور مفروضہ اور صدقات مقررہ کے بعد ہر انسان کا یہ فرض ہوتا ہے۔ کہ اپنی طاقت اور اسلام اور

### سلسلہ کی ضرورت کے مطابق چندہ

دے۔ اسی طرح جو لوگ کام کرتے ہیں۔ ان کا معاوضہ مقررہ شرحوں پر نہیں ہوتا۔ بلکہ حسب استطاعت سلسلہ بڑھتا اور گھٹتا رہتا ہے۔ کوئی شخص بھی اپنے گھر کا بجٹ بناتے ہوئے کبھی یہ فیصلہ نہیں کیا کرتا۔ کہ میں اپنی بیوی بچوں کی بیماری پر اسقدر رقم خرچ کروں گا۔ اس سے زیادہ خرچ کی اگر ضرورت پڑی۔ تو انکار کردوں گا۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ اسلام کی خدمت کے لئے حد بندی

کی جائے۔ اسی طرح کوئی زمیندار کبھی یہ نہیں کہتا۔ کہ میں اپنی زمین پر محنت اس صورت میں ہی کرسکتا ہوں۔ کہ جب دس روپیہ ماہوار مجھے معاوضہ ملے۔ بسا اوقات اسکی زمینداری نقصان پر جارہی ہوتی ہے۔ اور وہ کہیں باہر جاکر زمین کی آمد سے زیادہ کما سکتا ہے۔ مگر وہ اسے چھوڑتا نہیں۔ ہر وقت جتا رہتا ہے۔ بیل سے بھی زیادہ محنت کرتا ہے۔ صرف اس وجہ سے کہ وہ سمجھتا ہے۔ یہ میری زمین ہے۔ پھر یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ ہم خدا تعالےٰ کے ساتھ یہ شرط کریں۔ کہ اگر ہمارا اتنا گریڈ ہو۔ یا اتنی رقم دی جائے۔ تو ہم کام کریں گے۔ ورنہ نہیں۔ اسی طرح چندہ کی حد بندی خواہ وہ کثیر ہو یا قلیل

### غیریت پر دلالت

کرتی ہے۔ نہ کہ تعلق پر۔ اور اللہ تعالےٰ اور بندہ کا معاملہ آپس میں ایسا ہونا چاہیئے۔ کہ جو تمام تعلقات سے زیادہ مضبوط اور تمام قرابتوں سے زیادہ قُرب والا ہو۔ آقا اور ملازم والا معاملہ نہیں ہونا چاہیئے۔ میں نے گذشتہ خطبہ میں کارکنوں کے معاوضہ کے متعلق جو بات کہی۔ مجھے خوشی ہے۔ کہ اس پر کئی

### کارکنوں نے لبیک کہا ہے

بعض نے تو یہ لکھا ہے۔ کہ ہم پہلے ہی صدر انجمن کے ساتھ اپنا تعلق ملازمت کا نہیں سمجھتے تھے۔ اور بعض نے یہ کہ ہم نے اب فیصلہ کیا ہے۔ کہ آئندہ ہم انجمن کے ساتھ اپنا تعلق تنخواہوں یا گریڈوں والا نہیں رکھیں گے۔ بلکہ جو کچھ بھی گذارہ کے لئے ہمیں دیا جائے گا۔ اسے قبول کرلیں گے

اس کے مقابلہ میں میں جماعت سے بھی یہ بات کہنا چاہتا ہوں۔ کہ ان کی ذمہ داری بھی اسی رنگ کی ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ چندہ ایک آنہ فی روپیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کب مقرر کیا تھا۔ یا پانچ پیسے کب مقرر کئے ہیں۔ دوسرا کہتا ہے۔ کہ جب میں نے پانچ پیسہ فی روپیہ کی شرح سے چندہ دیدیا تو جب تک دوسرا جو بالکل ہی نہیں دیتا۔ اتنا ہی ادا نہ کرے۔ میری ذمہ واری نہیں بڑھ سکتی۔ حالانکہ یہ طریق تو

”دیکھ لو سرکار اس میں شرط یہ لکھی نہیں“ والا ہے۔ اور

### آقا اور ملازم والا تعلق

ہے۔ محب اور محبوب کا نہیں۔ اور اگر اللہ تعالےٰ سے ہمارے تعلقات آقا و ملازم والے ہوں۔ تو ہمیں بھی اس سے آقا والے سلوک کی ہی امید رکھنی چاہیئے۔ اور یہ امید نہیں رکھنی چاہیئے کہ وہ

### رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ

کے ماتحت ہم سے سلوک کریگا۔ ہماری لاکھوں خطائیں اور گناہ ایک توبہ سے معاف کردیگا۔ کوئی آقا ایسا نہیں ہوسکتا۔ کہ تم اس کا کروڑ روپیہ کا نقصان کردو۔ اور پھر یہ کہکر کہ اچھا جی معاف کردیں۔ اس سے معافی بھی لے لو۔ لیکن کوئی انسان جو ساری عمر اللہ تعالےٰ کی نافرمانیاں کرتا رہا ہے اگر مرنے سے کچھ دیر پہلے بھی سچی توبہ کرے۔ اور اپنے

### اعمال پر ندامت کا اظہار

کردے۔ تو اللہ تعالےٰ اسے معاف کردیتا ہے۔ کوئی آقا اپنے ملازم کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں کرتا۔ یہ محب اور محبوب والا معاملہ ہے۔ محب اور محبوب دونوں کو یہ لَو لگی ہوتی ہے۔ کہ ایک دوسرے سے مل جائیں۔ خواہ کسی طرح ملیں۔ اور چاہے ان میں سے کسی کو دینا ہی کیوں نہ پڑے اس لئے جب انسان کسی وقت بھی یہ خواہش کرتا ہے۔ کہ میں اپنے خدا سے ملنا چاہتا ہوں۔ تو خدا تعالےٰ جھٹ اسے اپنے سینہ سے چمٹا لیتا ہے۔ کوئی جرنیل کسی بادشاہ کا کوئی علاقہ دشمن کے ہاتھ بیچ دے۔ اور پھر آکر کہے۔ کہ مجھے معاف کردیا جائے۔ تو بادشاہ اسے کبھی معاف نہیں کریگا۔ بلکہ فوراً اسے پھانسی پر لٹکا دے گا۔ لیکن خدا تعالےٰ کا بندہ کتنا بھی نقصان کرنے کے بعد جب خدا تعالےٰ کے دربار میں پہنچتا ہے۔ تو وہ کہتا ہے۔ کہ اچھا تم سے جو نقصان ہؤا۔ اس کا انتظام میں خود کر لوں گا۔ اور تمہیں معاف کرتا ہوں۔ پس جماعت کو بھی

### اپنی ذمہ واری سمجھنی چاہیئے

اور کارکنوں کو بھی۔ کارکنوں کو اپنے کام کی بنیاد اس امر پر نہ رکھنی چاہیئے۔ کہ ہم اتنی تنخواہ اور اتنا گریڈ لیں گے۔ اور جماعت کو اپنے تعلقات کی بنیاد بھی اس امر پر نہ رکھنی چاہیئے۔ کہ ہم اتنے آنے یا اتنے پیسے چندہ دیں گے۔ کیونکہ

### سوال آنوں یا پیسوں کا نہیں بلکہ ضرورت کا ہے

جب ضرورت کم ہو۔ کم دیں۔ اور جب زیادہ ہو۔ زیادہ۔

اس کے بعد میں اس امر کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ میں جماعت کی اصلاح کے متعلق بعض اور باتوں پر بھی غور کررہا ہوں۔ اور میرا ارادہ ہے۔ کہ انہیں

### مجلس شوریٰ

میں پیش کروں۔ اور احباب سے ان کے متعلق مشورہ لوں۔ ان باتوں میں سے بعض نتائج کے لحاظ سے اور بعض ضرورت کے لحاظ سے نہایت اہم ہیں۔ ممکن ہے۔ جماعت کے مشورہ کے ماتحت میں ان میں کوئی تبدیلیاں بھی کروں۔ لیکن بہرحال بعض نہایت اہم سوالات میرے سامنے ہیں۔ جن کے متعلق میں مشورہ لینا چاہتا ہوں۔ اس کے متعلق دوستوں کو دعائیں کرنی چاہئیں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے بھی

### صحیح نتیجہ پر پہنچنے کی توفیق

دے۔ اور جو نمائندے آئیں۔ ان کو بھی۔ مجلس شوریٰ کے نمائندوں کے علاوہ میرے ساتھ تعلق کی بنا پر ہر شخص مجھے مشورہ دے سکتا ہے۔ اور جب ایجنڈا شائع ہوجائے۔ تو جو سمجھے۔ کہ ان میں سے کسی امر کے متعلق وہ اپنے تجربہ یا علم کی بنا پر کوئی مشورہ دے سکتا ہے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ دیدے۔ مجلس شوریٰ کے موقعہ پر تو میری حیثیت اس مجلس کے صدر کی بھی ہوتی ہے۔ اور اس وقت انہی سے مشورہ لے سکتا ہوں۔ جو وہاں موجود ہوں۔ دوسروں سے نہیں۔ لیکن وہاں سے باہر نکلتے ہی ہر احمدی کا تعلق مجھ سے ویسا ہی ہے۔ جیسا کہ کسی نمائندہ کا۔ اس لئے جو چاہے مجھے مشورہ دے سکتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں۔ ہمارے کاموں میں

### کئی قسم کی اصلاحوں کی ضرورت

ہے۔ بعض مجبوریاں بھی درپیش ہیں۔ جن کے ماتحت بعض کاموں کی شکلیں تبدیل کرنے کی ضرورت ہے ورنہ ہماری مشکلات بڑھتی جائیں گی۔ اور یا پھر ہماری کامیابی میں تاخیر ہوتی جائے گی۔ بعض باتیں اپنی ذات میں اچھی ہوتی ہیں۔ مگر مجبوریاں انہیں چھڑا دیتی ہیں۔ اور بعض مفید ہوتی ہیں۔ مگر ان پر عمل کا وقت نہیں آیا ہوتا۔ پس ہمیں اللہ تعالےٰ پر نگاہ رکھتے ہوئے اپنے کاموں میں آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور اس سلسلہ میں اگر بعض کاموں کی صورت میں تبدیلی بھی کرنی پڑے۔ تو کرنی چاہیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

**نیکی ہمیشہ موقعہ کے مطابق ہوتی ہے**

مثلاً روزہ بے شک ترقی کا موجب ہے لیکن جہاد کے موقعہ پر ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ آج روزہ نہ رکھنے والے روزہ داروں سے بڑھ گئے۔ کیونکہ روزہ دار تو روزے کھول کر مُردوں کی طرح پڑ گئے۔ اور جن کے روزے نہیں تھے۔ انہوں نے خیمے وغیرہ لگائے۔ جانوروں کو باندھا۔ ان کے لئے چارہ وغیرہ کا انتظام کیا۔ اس پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ آج

**بے روز روزہ داروں سے بڑھ گئے**

پس ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے۔ اور کوئی نیکی ایسی نہیں۔ جو ہر وقت ضروری ہو۔ سوائے محبت الٰہی کے۔ یہ ایک ایسی چیز ہے۔ جو کبھی نہیں بدل سکتی۔ باقی سب نیکیاں ایسی ہیں۔ کہ ان میں

**تبدیلی کی صورتیں**

پیدا ہو سکتی ہیں۔ نماز کسی وقت تو نہایت ہی ضروری چیز ہے۔ مگر کسی وقت یہی گمراہی کا موجب ہو جاتی ہے۔ اسی طرح روزہ ہے۔ حج بھی اعلےٰ درجہ کی نیکی ہے۔ مگر کسی وقت یہ بے ادبی کا موجب ہو جاتا ہے۔ صدقہ وخیرات نیکی ہے۔ مگر کسی وقت یہی

**تباہی و بربادی کا موجب ہو جاتی ہے**

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ ویل للمصلین الذین ھم عن صلوٰتھم ساھون الذین ھم یراؤن۔ یعنی جو لوگ اس خیال سے نماز پڑھتے ہیں۔ کہ لوگ دیکھکر کہیں۔ کہ یہ بڑے نمازی ہیں۔ ان کی نماز لعنتی نماز ہے۔ اور وہ لعنت بن کر نمازی پر گرتی ہے۔ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ سورج نکلتے اور سورج ڈوبنے کے وقت جو نماز پڑھتا ہے۔ وہ شیطان ہے۔ اسی طرح روزہ ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو

**عید کے روز روزہ**

رکھے۔ وہ شیطان ہے۔ گویا ایک دن ایسا آجاتا ہے۔ جب کھانا پینا مقدم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح حج کے متعلق ہے۔ اور عمرہ کے متعلق بھی کہ وہ زیارت مکہ مکرمہ ہے۔ مثلاً صلح حدیبیہ کے موقعہ پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عثمان رضؓ کو مکہ والوں کے پاس بھیجا۔ کہ انہیں اس بات پر آمادہ کریں۔ کہ مسلمانوں کو عمرہ کر لینے دیں۔ مگر مکہ والوں نے کہا۔ کہ ہم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اور دوسرے مسلمانوں کو تو اجازت نہیں دے سکتے۔ مگر آپ چونکہ آگئے ہیں۔ اور ہمارے رشتہ دار اور مہمان ہیں۔ اس لئے آپ کر سکتے ہیں۔ لیکن حضرت عثمان رضؓ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا۔ کہ مَیں ہرگز اسے پسند نہیں کرتا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تو ممانعت ہو۔ اور میں عمرہ کروں۔ اب دیکھو۔ ان کے لئے عمرہ یعنی

**طواف بیت اللہ کا موقعہ**

تھا۔ مگر آپ نے اس سے فائدہ اٹھانے سے انکار کر دیا۔ اور کہا۔ کہ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نہیں کر سکتے۔ تو میں بھی نہیں کرتا۔ پھر صدقہ وخیرات ہے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہوتے ہیں۔ یعنی وہ مبذر جو مال ودولت لٹاتے وقت یہ خیال ہی نہیں کرتے۔ کہ وہ کسطرح اندھا دھند خرچ کر رہے ہیں۔ وہ صرف دینا ہی جانتے ہیں۔ ان کو

**اخوان الشیاطین**

فرمایا ہے۔ گویا یہ ثابت ہو گیا۔ کہ نماز بھی شیطانی فعل بن سکتا ہے۔ روزہ بھی اور تبذیر بھی یعنی بے تحاشا خرچ کرنا۔ خواہ صدقہ کے طور پر ہی کیوں نہ دے دیا جائے۔ تو تین نیکیوں کے متعلق تو شریعت اور شارع کے صریح الفاظ سے ثابت ہو گیا۔ کہ اگر بعض وقت وہ فرض ہیں تو دوسرے اوقات میں گناہ کا موجب۔ حج کے متعلق صریح الفاظ میں مثال نہیں ملتی۔ مگر ایسے مواقع ہو سکتے ہیں۔ کہ اس کا ادا کرنا بھی گناہ ہو جاتا ہو۔ اور ایک بات تو ظاہر ہی ہے۔ کہ حج کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کچھ شرائط مقرر کی ہیں۔ اگر ان شرطوں کے بغیر کوئی حج کرے تو یقیناً وہ شریعت کا حکم پورا کرنے والا نہ ہوگا۔ مثلاً آج کل ہی بعض لوگ۔ حج کے لئے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ لوگ انہیں حاجی کہیں۔ ورنہ ان کے اندر حج کے نتیجہ میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی۔ کہتے ہیں۔ سردی کے موسم میں کوئی غریب اور اندھی بڑھیا گاڑی میں سفر کر رہی تھی۔ اس کے پاس اوڑھنے کے لئے صرف ایک ہی چادر تھی۔ کسی نے اسے اٹھا لیا۔ لیکن جب چادر کھسکی۔ تو وہ سمجھ گئی۔ کہ کسی نے میری چادر اٹھائی ہے۔ اور کہنے لگی۔ کہ بھائیا حاجیا۔ یعنی بھائی حاجی صاحب مجھ غریب اندھی کی چادر تو نہ اٹھائیں۔ اٹھانے والے نے چادر تو آہستہ سے رکھدی۔ مگر کہا۔ کہ مائی یہ تباؤ۔ تمہیں کیسے پتہ لگا۔ کہ مَیں حاجی ہوں۔ اس بڑھیا نے کہا۔ کہ اس قدر

**سخت سنگدلی**

کا کام سوائے حاجی کے کون کر سکتا ہے۔ کہ مجھ ایسی غریب۔ اندھی بڑھیا کی اس قدر سخت سردی کے وقت چادر اٹھالے جائے۔ پھر مَیں نے اپنے کانوں سے سنا اور آنکھوں سے دیکھا ہے۔ کہ

**سورت کا ایک حاجی**

منیٰ اور مکہ کے درمیان سفر کرتے وقت جو حج کا موقعہ ہوتا ہے۔ اور جب سب حاجی لبیک اللھم لبیک لبیک کہتے جا رہے ہوتے ہیں۔ اردو کے نہایت گندے عشقیہ شعر پڑھ رہا تھا۔ واپسی کے وقت وہ اسی جہاز میں تھا جس میں میں سفر کر رہا تھا۔ میں نے اسے پوچھا۔ کہ آپ کو حج کی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ جبکہ آپ حج کے موقعہ پر

**عشقیہ شعر**

پڑھ رہے تھے۔ تو اس نے کہا۔ کہ ہمارے پاس والی دکان کے بورڈ پر چونکہ حاجی کا لفظ لکھا ہے۔ وہاں خریدار بہت آتے ہیں۔ میرے والد نے کہا۔ کہ تم بھی حج کر آؤ۔ تا ہم بھی

**بورڈ پر لفظ حاجی**

لکھوا سکیں۔ اور ہمارا بھی سودا زیادہ فروخت ہو۔ اسکی اپنی دینی حالت کا تو یہ حال تھا۔ لیکن جب اسے علم ہوا۔ کہ مَیں احمدی ہوں۔ تو میں نے خود ایک دوسرے شخص سے یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں حیران ہوں۔ ایسا شخص جہاز میں پھر رہا ہے اور پھر بھی یہ جہاز غرق نہیں ہوتا۔ گویا اس کے نزدیک احمدیت ایسی بغض والی چیز تھی۔ کہ جس جہاز میں کوئی احمدی سوار ہو۔ اللہ تعالےٰ کو چاہیئے تھا۔ کہ اسے غرق کر دیتا۔ خواہ اس کے ساتھ ہزار اس کے ہم عقیدہ لوگ بھی غرق ہو جاتے۔ پس حج بھی بُری چیز ہو سکتی ہے۔ اس لئے مومن کا کام ہے۔ کہ مناسب موقع نیکیوں کی صورتوں میں تبدیلی کرتا رہے۔ ہاں جو چیز بدلنے والی نہیں۔ وہ اللہ تعالےٰ کی محبت ہے۔ اس کے سوا۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ صدقہ خیرات۔ دیانت امانت اور سچ سب کے استعمال کے مواقع میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ غیبت سچ ہی کا نام ہے مگر چونکہ یہ خدا تعالےٰ کی محبت کے لئے نہیں ہوتی۔ اس لئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

**ویل لکل ھمزہ**

تم ایک شخص کو بعینہٖ وہی گالی جا کر سناتے ہو۔ جو دوسرے نے تمہارے سامنے اسے دی تھی اور اسمیں کوئی غلطی نہیں کرتی۔ تم کہتے ہو۔ فلاں شخص نے کہا تھا۔ کہ زید بڑا خبیث ہے۔ یہ چار الفاظ ہیں۔ جن کے بیان کرنے میں کوئی بچہ بھی غلطی نہیں کر سکتا۔ اور اس کا ایک ایک حرف یاد رکھ سکتا ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اس قسم کا سچ بولنے والے پر اسکی لعنت نازل ہوتی ہے یہ کیوں؟ اس لئے کہ اس موقع پر خدا تعالےٰ کا حکم یہ تھا۔ کہ کچھ بھی نہ بولو۔ اس نے یہ نہیں فرمایا تھا۔ کہ جھوٹ بولو۔ بلکہ یہ کہ چپ رہو۔ چپ رہنا اور بات ہے۔ اور جھوٹ بولنا اور۔ تو ہر سچائی خدا تعالےٰ کے رحم کو جذب کرنے کا موجب نہیں ہؤا کرتی۔ بلکہ کئی سچائیاں جو

**فتنہ و فساد پیدا کرنے والی**

ہوں۔ ان کا بیان کرنا اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کا موجب اور اسکی لعنت کا مورد بنا دیتا ہے۔

پس ضروری ہے۔ کہ ہم اپنے کاموں کے متعلق غور کرتے رہیں۔ اور ان میں

**مناسب تبدیلیوں کا خیال**

رکھیں۔ اس لئے احباب دعا کرتے رہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہماری رہنمائی کرے۔ تا ہم صحیح رستہ پر پہنچنے کی بجائے کسی اور غلطی میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ اللہ تعالےٰ کی نصرت دعاؤں سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ بے شک اسے اپنا سلسلہ بہت پیارا ہے۔ اور جن کو وہ سلسلہ کے کام کے لئے کھڑا کرتا ہے۔ ان کی مدد بھی کرتا ہے۔ لیکن جب وہ اور اس کے ساتھی دعاؤں میں لگ جائیں۔ تو وہ اللہ تعالےٰ کو اور بھی زیادہ محبوب ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کو یہ بات بھی بہت پیاری ہے۔ کہ میرے بندے مجھ سے مانگیں۔ آپ لوگوں نے دیکھا ہوگا۔ کہ اگر بچہ ماں سے کوئی چیز مانگے نہیں۔ تو وہ اپنے دل میں کڑھتی ہے۔ کہ میرا بچہ مجھ سے کبھی کوئی خواہش نہیں کرتا۔ ساٹھ ستر فی صدی مائیں ایسی ہوتی ہیں۔ کہ جب ان کا بچہ پہلے پہل ان سے کوئی مٹھائی یا پیسہ مانگتا ہے۔ تو وہ اس قدر خوش ہوتی ہیں۔ کہ گویا ساری دنیا کی بادشاہت انہیں حاصل ہو گئی۔ پس اللہ تعالےٰ اس بات سے بھی خوش ہوتا ہے۔ کہ میرے بندے مجھ سے مانگیں۔ اور جب اس سے مانگا جائے۔ تو اس کا فضل بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے ہمیں

**خاص طور پر دعائیں کرنی چاہئیں**

کہ جماعت کو ترقی حاصل ہو۔ اور اس کے فضل ہم پر بڑھتے جائیں۔ (الفضل)

## قادیان کا طبّی عجائب گھر

(۱)

آج کے پرچہ میں ناظرین فاروق کے لئے میں ایک مفید اطلاع درج کرتا ہوں۔ جو نہ صرف اپنی نوعیت میں عجیب چیز ہے۔ بلکہ رفاہِ عام کا ایک دلچسپ اور بے نظیر طبّی عجائب گھر ہے۔ جس سے احباب کو لاعلمی کی وجہ سے مستفید ہونے کا موقعہ آج تک نہیں ملا۔ یہ عجائب گھر کیا ہے؟ یونانی اور خالص اور گوناگوں ہر اقسام کی مفرد ومرکب ادویات از قسم نباتات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معدنیات۔ عرقیات۔ معجونات۔ کشتہ جات۔ جواہرات وغیرہ کا نایاب خزانہ ہے۔ جو صرف ایک شخص کی سالہاسال کی جدوجہد وتلاش وجستجو کا قابل قدر نتیجہ ہے۔ جس کے متعلق میں نہایت مختصر طور پر بھی اگر کچھ لکھوں۔ تو غالباً کئی ماہ تک فاروق کا طبی کالم اسی کی نذر ہوتا رہے گا۔ چونکہ معزز ہمعصر الحکم نے اپنی ۲۸ رفروری کی اشاعت میں اس کا مختصر ذکر کیا ہے۔ بدیں وجہ مجھے بھی اس کے دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ قبل اس کے کہ اس طبی عجائب گھر کے ذخیرہ ادویات کا میں ذکر کروں۔ مناسب ہے کہ پہلے اس کے موجد اور بانی سے احباب کو شناسائی کرا دوں۔

یہ طبی عجائب خانہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخلص اور ہر دلعزیز خانصاحب عبدالعزیز خاں کی جدت اور طبعی شوق کی ایجاد ہے۔ خان صاحب موصوف تعلیم الاسلام ہائی سکول کے پرانے کارکن اور صحابہ مسیح موعود علیہ السلام میں ایک چیدہ اور منتخب فرد ہیں۔ آپ نے حضرت خلیفہ اول نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ سے علم طب حاصل کیا۔ اور اسی شوق میں پنجاب یونیورسٹی سے حکیم حاذق کی ڈگری حاصل کی۔ جو محض اپنے دلی شوق کی خاطر تھی۔ مگر خاموشی کے ساتھ اسی دھن میں لگے رہے۔ کہ یونانی ادویات جو قیمتی اور نایاب ہیں۔ وہ جہاں سے بھی حاصل ہو سکیں۔ منگا کر جمع کریں۔ تجارت کے لئے نہیں۔ دکانداری کی طرز پر نہیں۔ شہرت کی خواہش سے نہیں۔ اپنی ذاتی ضرورت کے لئے نہیں محض اپنی طبیعت کے شوق سے خاں صاحب نے مجبور ہو کر یہ کام شروع کیا۔ باوجود اس کے کہ آپ اس وقت تک تعلیم الاسلام ہائی سکول کے دیرینہ کارکن ہیں۔ مگر سکول اور فرائض منصبی سے جب فارغ ہوئے۔ اسی لگن میں وقت اور روپیہ صرف کرتے رہے۔ کہ بہتر سے بہتر اور عمدہ سے عمدہ قیمتی ادویات یونانی ایران سے۔ کشمیر سے۔ جاپان سے ہندوستان سے تبت سے نیپال سے۔ جنگل سے ویرانہ سے۔ اپنے سے بیگانے سے غرض جہاں جہاں سے بھی جس قیمت کو کسی چیز از قبیل ادویات کا پتہ ملا۔ وہاں سے وہ چیز منگائے بغیر بے چین رہے۔ جب تک کہ اسکو حاصل کر کے اپنے طبی عجائب گھر کی الماری میں داخل نہیں کر لیا۔ آپ نے اپنی کمائی کا بہت سا حصہ اسی شوق کے پورا کرنے میں صرف کیا خدا نے کچھ سامان بھی آپ کو عطا فرما دئیے۔ یعنی آپ کی اہلیہ صاحبہ جلد فوت ہو گئیں۔ ان کی وفات کے بعد آپ نے تجرّد اختیار کیا۔ اور باوجود قویٰ کی مضبوطی اور صحت کامل کے اس طبی عجائب گھر کی تکمیل کے انہماک نے آپ کو اپنی خانہ آبادی اور رفیقہ حیات کی تلاش سے ایسا بے پروا کر دیا۔ کہ آپ نے سارا خوش خوراکی اور خود پختگی کا ان پر ایک حد تک یہ اثر ہے۔ کہ وہ دوسرے کے ہاتھ کا پکایا بنایا سجایا ہوا کوئی کھانا پسند نہیں کرتے۔ شاید اس لئے بھی وہ مجردانہ زندگی بسر کرنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ یہ مختصر حالات اس

# احمدی مشن!

## انبیاء علیہم السلام کے مخالفین کا عبرتناک انجام

اور

## منکرین مسیح موعودؑ پر حجّت تمام

انبیاءؑ سے بغض بھی اے غافلو اچھا نہیں
دور تر ہٹ جاؤ اس سے ہے یہ شیروں کی کچھار

ارباب عقل واہل دانش سے یہ امر مخفی نہیں۔ کہ خداوند ارض وسمائے ہاں اس خالق کون ومکاں اور رازق ہر دو جہاں نے اپنے بندوں کی ہدایت کے کئی ایک ذرائع اختیار کر رکھے ہیں۔ ان ذرائع میں سے ایک ذریعہ سب سے بڑا اور اہم ذریعہ بندوں کی ہدایت کا ارسال مرسلین ونبیین ہے۔ یعنی ایسے وقت میں جبکہ روحانیت کا آفتاب غروب ہو چکا ہوتا ہے۔ اور نسل آدم پھندۂ ضلالت میں گرفتار ہوتی ہے۔ تو وہ کسی اپنے برگزیدہ کو دنیا میں مبعوث فرماتا ہے۔ تا روحانیت کا آفتاب ازسرنو اس کے ہاتھ سے طلوع ہو کر اپنی پُرضیا شعاعوں سے بھولے بھٹکے انسانوں کے لئے مشعل راہ ہو۔ اور تاریک وتار وادیوں میں بھٹکنے والی روحوں کے لئے خوشی وشادمانی کا موجب۔

چنانچہ سب نبی اسی مقصد اور غرض کو لیکر دنیا میں مبعوث ہوئے۔ مگر افسوس جیسے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب عزیز میں ارشاد فرماتا ہے۔ یٰحَسْرَةً علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون ؕ۔ روحانیت سے کوسوں دور بھٹکنے والے انسانوں نے ان کی قدر نہ کی۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ خدا کے نبیوں کے مخالف ہو گئے۔ اور دن بدن شوخیوں اور شرارتوں استہزاء اور ٹھٹھوں میں بڑھتے گئے۔ برعکس ان کے انبیاء علیہم السلام کا یہی طریق رہا۔ کہ کسی نہ کسی طرح مخلوق اپنے خالق کے ساتھ رشتۂ محبت جوڑ لے۔ انبیاء علیہم السلام نے دکھ پر دکھ سہے۔ پر چپ رہے۔ ایذا اور تکالیف کا سامنا کئی بار کرنا پڑا۔ پر اف تک نہ کی۔ گالیوں پہ گالیاں سنیں۔ بجائے بددعا کے دعاؤں پہ دعائیں دیتے رہے۔ مگر وائے حسرت کہ ان روحانیت سے کوسوں دور گمراہی وضلالت میں خوش رہنے والی روحوں نے اس سے بھی سبق نہ سیکھا۔ تو آخر مشیت ایزدی کے مطابق ان کی زبانوں پر یہ بددعا جاری ہو گئی۔ رب لا تذر علی الارض من الکٰفرین دیارا۔ ایسے خطرناک وقت میں وہ خدا جو اپنے بندوں کا حافظ وناصر خدا ہے۔ اپنی ملائکہ افواج کے ہمراہ زبردست ہتھیاروں سے مسلح ہو کر زمین پر اترا۔ پھر کیا تھا لگے انبیاء کے مخالف اور ابلیس کے چیلے اب بلوں میں گھسنے۔ بھلا اب وہ اس جاہ وجلال اور عزیز وقدیر ہستی سے کہاں بھاگ سکتے تھے۔ فرعون جو بڑا متکبر اور راستی کا دشمن انصاف کا قاتل تھا۔ اس قادر مطلق کے ایک ہی حملہ سے پاش پاش ہوا۔ اور غرق آب۔ کہاں گئیں اسکی وہ طاقتیں اور لاؤ لشکر جن کے سہارے وہ پھولا نہ سماتا تھا۔ اب کون ہے۔ جو نسل فرعون کہلا سکے۔ ہاں برعکس اس کے خدا کا مقدس رسول موسیٰ جسکی مخالفت کا اس نے بیڑا اٹھایا تھا۔ آج بھی اس کے نام لیوا لاکھوں لوگ موجود ہیں۔ اور رہتی دنیا تک رہیں گے اور قیامت تک اور بڑھتے جائینگے۔ ہزاروں ہزار اسلام اور خدا کی رحمتیں اس پر جس نے مخلوق خدا کی ڈوبتی کشتی کو پار لگایا۔ آمین۔ ثم آمین۔ سچ ہے ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی درمولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کو گذرے ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا۔ کہ ابلیس پھر اپنے چیلوں سمیت موقع غنیمت سمجھکر دنیا میں آکودا اور لگا نسل آدم کو پھندۂ ضلالت میں پھنسانے کے کئی کئی منصوبے سوچنے۔ اور وہ وہ کوششیں مخلوق خدا کو ورغلانے کی اختیار کیں۔ جو پہلے کبھی اس کے وہم وخیال میں بھی نہ تھیں۔ بہت تھے۔ جنہوں نے اس کے ورغلانے پر حق سے منہ موڑ کر شیطان کی غلامی اختیار کر لی۔ اور حق وصداقت کے دشمن بن بیٹھے۔ خدائی احکام کو ترک کر کے ابلیس کے کاموں کو سرانجام دینے لگے۔ دیگر انسانوں کو بھی جادہ مستقیم سے پھیرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ سب سے پیش پیش ایک ابوجہل نامی شیطانی لشکروں کا سپہ سالار تھا جس نے حق کے مٹانے کی ہر قسم کی کوششیں عمل میں لانے کی ترکیبیں اختیار کیں۔ آخر رب السمٰوٰت والارض سے یہ حال دیکھا نہ گیا۔ جھٹ رحمت خداوندی جوش میں آئی۔ اور حق تعالےٰ کی طرف سے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک میں خدا کی ایک زبردست طاقت ظاہر ہوئی۔ باوجود اس کے کہ شیطان نے پہلے حملوں سے اس دفعہ زبردست حملہ خدا کے اس جری پر کیا۔ لیکن شیطانی افواج کے سپہ سالار ابوجہل کو وہ شکست فاش ہوئی۔ جو قیامت تک صفحہ عالم پر جلی حروف سے لکھی رہے گی۔ تا آئندہ آنیوالی نسلوں کے لئے موجب عبرت اور شیطانی افواج کے لئے ذلت ورسوائی کا آئینہ ہو۔ شیطان کے گھر تو اسی روز سے ہی صفِ ماتم بچھ گئی تھی۔ جبکہ اس پہلوان عظیم کا ظہور وقوع میں آیا تھا۔ بہت تھے۔ جنہوں نے شیطان کو استعفیٰ دے کر نبئ پاک صاحب لولاک وبارک وسلم ہی کی غلامی میں اپنی سعادت سمجھی۔ جاء الحق وزھق الباطل۔ ان الباطل کان زھوقا۔ غرض یہ مقدس رسول عربی ان صفات الٰہیہ کا مظہر اتم ٹھہرا جن صفات کاملہ کے دیگر انبیاء مظہر نہ تھے۔ غرض ؎

ہر بات بےنظیر ہے ہر کام بےمثال
گلدستۂ کمال ہیں حضرت رسول پاک

اے محمد عربی (صلے اللہ علیہ وسلم) تجھ پر خدائے قدوس کی لاکھوں لاکھ برکتیں اور رحمتیں نازل ہوں۔ کہ تو نے آکر نہ صرف ہمیں آنکھیں اور کان دیئے۔ بلکہ تیرا وجود پاک ہمارے لئے ہمیشہ کے لئے مشعل راہ بنا۔ ہاں اے رسولوں کے فخر۔ نبیوں کے سرتاج اولین وآخرین کے لئے باعث رحمت وجود تو ہم بےکسوں۔ گنہگاروں عاصیوں کے لئے موجب نجات دکھے دل اور زخمی دلوں کے لئے موجب شفا ہے۔ اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد وبارک وسلم انک حمید مجید

ایہا الناظرین! مندرجہ بالا سطور میں جس نبئ عربی ورسولِ ہاشمی کا میں نے ذکر خیر کیا ہے۔ اس کے مبعوث فرمانے والے خدائے قدوس نے اس کے مبارک ہاتھوں سے بوئے ہوئے درخت کی حفاظت اپنے ہاتھ میں رکھی۔ تا ابلیس کے چیلے پھر نہ موقع پا کر اس درخت کے مہکتے ہوئے پھولوں اور خوشنما ڈالیوں پر مسلط ہو جائیں۔ یہی وجہ تھی۔ کہ اس عالم الغیب ہستی نے اپنے پیارے حبیب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک پر یہ کلمۂ حق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جاری فرمادیا۔ ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ (حدیث) چنانچہ اس حدیث صحیحہ کے مطابق امت محمدیہ میں کئی مجدد تجدید دین کے لئے آئے۔ اور اپنا کام کرکے چلے گئے۔ مگر چودھویں صدی کا مجدد اعظم چونکہ دیگر مجددوں سے افضل ترین وجود تھا۔ اس لئے اس کی آمد کی نسبت بانی اسلام صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے احادیث میں بیشمار پیشگوئیاں بیان فرمادیں۔ تا اسکی انتظار کرنے والے جب وہ آئے۔ تو اسکی آمد پر خوشی وشادمانی کی بین بجائیں۔ مگر افسوس جب وہ روحانی مہر عالمتاب دمشق کے عین مشرقی جانب منارہ بیضاء کے پاس قادیان کی مقدس بستی سے اپنی پر ضیاء شعاؤں سے دنیا کو منور کرنے کے لئے طلوع ہوا۔ تو ظلمت کدہ وادیوں میں بھٹکنے والی روحوں نے اسکی روشنی سے منہ پھیر لیا۔ ہاں وہ مہر انور اس قدر روشن اور دلربا تھا۔ کہ فلک کے سورج اور چاند اور ستارے بھی اس کے سامنے ماند تھے۔

آہ! وہ جو دنیا کو ہلاکت کے گڑھے سے نکال کر بام رفعت تک پہنچانے آیا تھا۔ دنیا نے اسے اپنا دشمن گردانا۔ اور ناحق اسکی مخالفت پر کمربستہ ہوگئی۔ کاش وہ لوگ پیدا ہی نہ ہوتے۔ جنہوں نے خدا کے برگزیدہ مسیح موعود پر طرح طرح کے مصائب کے پہاڑ گرائے۔ وہ زبانیں کند ہو جائیں۔ جن زبانوں کے ذریعہ دنیا میں اس کے خلاف طوفانِ بے تمیزی برپا کیا گیا۔ ایک طرف پادری تھے۔ تو دوسری طرف دیانندی چیلے۔ تو تیسری طرف مولوی اور ان کے ہم نوا۔ ان سب کی یہی کوششیں تھیں۔ کہ خدا کا مقدس مسیح موعود اس جہان سے (نعوذ باللہ) ذلت کی موت رخصت ہو۔ زمانہ سے جو کچھ ہوا اس نے اپنے تیر وتفنگ سے وہ کچھ کیا۔ شیطان کے گھر خوشی وشادمانی کے بگل بج رہے تھے۔ کہ اب یہ خدا کا برگزیدہ مسیح موعود نیست ونابود ہوا کہ ہوا۔ مگر قربان جائیے اس قادر ہستی کے جس نے اپنے بندے کی عین وقت پر نصرت فرمائی دشمن کے تمام منصوبے بے کار ثابت ہوئے۔ اور اسکی تمام کوششوں پر پانی پھر گیا۔ شیطان اور اس کے چیلوں پر غم اور اندوہ کے ابر چھا گئے۔ خدا کا مسیح موعود دشمنوں پر فتح پاکر دن دگنی رات چوگنی ترقی کرنے لگا۔ ایسا کیوں نہ ہوتا۔ جبکہ اس کے بھیجنے والے مالک ربّ السمٰوٰت کا ازل سے یہی وعدہ چلا آتا تھا۔ کہ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔

ــــ اس قدر نصرت تو کاذب کی نہیں ہوتی کبھی
گر نہیں باور نظیر اسکی تم لاؤ دو چار ــــ

بالآخر اے طالبانِ صداقت اور متلاشیانِ حق میں آپ سے للہ عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ خدارا ٹھنڈے دل سے یہ سوچیں۔ کہ وہ انسان جو قادیان کی گمنام بستی سے بے یار ومددگار آج سے قریباً نصف صدی قبل اٹھا تھا۔ جس کے پاس ظاہری لحاظ سے نہ تو کوئی ساز وسامان تھا۔ نہ کوئی جتھا۔ وہ تمام دنیا پہ کیسے غالب آگیا۔ اور اس کے دشمن کیسے تباہ وبرباد کر دیئے گئے۔ کہاں ہے سعد اللہ لدھیانوی۔ لیکھرام پشاوری۔ غلام دستگیر قصوری۔ چراغ دین جمونی۔ الیگزنڈر ڈوئی امریکن۔ کیا ان تمام لوگوں کی ہلاکت اس پر شاہد نہیں۔ کہ خدا کا مامور اسی کی نصرت کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ اور آخر اسی کے الہامات کے مطابق اس دارِ فانی سے رحلت فرماکر اپنے مالک حقیقی کے آغوش رحمت میں چلا گیا۔ پس آنکھیں کھولو۔ اور دیکھو۔ کہ تمہارا ہادی۔ تمہارا راہنما اور خدا کا برگزیدہ مسیح موعود اس جہان سے اپنا کام کاج کرکے رخصت ہوگیا۔ ہاں اے بھولے بھٹکے انسانو۔ یہ وُہ ہی تو تھا۔ جس نے اسلام کو تمام مذاہب باطلہ پر غلبہ اور اپنے دشمنوں کو شکست پر شکست دی۔ جس کا نام غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ہے۔ اے خدا کے مقدس مسیح تجھ پر اللہ کی لاکھوں برکتیں اور رحمتیں نازل ہوں۔ ــــ

اے مسیحِ قادیاں جان ودلم برتو فدا
تُو نے پھر اسلام کو دنیا میں زندہ کردیا

آخر میں مَیں اپنے پیشوا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ہی الفاظ میں آپ لوگوں کو مخاطب کرکے کہتا ہوں کہ دیکھو۔ "یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے۔ کہ اس نے ہم کو اس مبارک زمانہ میں پیدا کیا۔ ورنہ لاکھوں بزرگ اور علماء اور امراء اس بات کی حسرت کرتے ہوئے مرگئے۔ کہ کسی طرح ان کو مسیح موعود کا زمانہ ملے۔ گو مسیح موعود فوت ہو چکے ہیں۔ مگر ان کے دیکھنے والے موجود ہیں۔ پس یہ زمانہ غنیمت ہے۔ وہ دن آتے ہیں جبکہ زبردست بادشاہ اس خدا کے مرسل کے سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ لیکن مبارک ہے وہ۔ جو سب سے پہلے اس نعمت کو حاصل کرتا ہے۔ کیونکہ کوئی زمانہ آئے گا۔ جبکہ اپنی بادشاہتیں دیکر خواہش کرینگے کہ ہمیں بھی وہ فضیلت حاصل ہو جائے۔ جو مسیح موعود کے قریب کے لوگوں کو حاصل تھی" (تحفۃ الملوک صفحہ ۱۲۶)

پس مبارک ہیں وے لوگ جو اپنی عاقبت کا فکر کرکے مسیح موعود علیہ السلام کے سلسلہ میں بخوشی داخل ہوتے ہیں۔ کیونکہ نجات انہیں کی ہے۔ ــــ

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج — جس کی فطرت نیک ہے آئیگا وہ انجام کار

خورشید احمد احمدی سیالکوٹی حال قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

# عیسائی مشن

## بائیبل کی گم شدہ کتب

(۲)

(از شیخ عبد القادر صاحب لائل پوری)

اب ذیل میں وہ کتب درج ہیں۔ جن سے کہ کچھ احوال انبیاء درج کرنے کے بعد تفصیل کے لئے ان کتب کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت ہے۔ جیسا کہ حضرت سلیمان کا کچھ احوال درج کرنے کے بعد لکھا گیا۔ "سلیمان کا باقی احوال اور سب کچھ جو اس نے کیا۔ اور اسکی حکمت کی تعریف وہ کتاب اخبار سلیمان میں لکھا ہوا ہے"۔ سلاطین ۱ ۱۱/۴۱۔ اسی طرح پیوستہ سطور میں درج شدہ کتب سے بھی کچھ انبیاء کے حالات درج کئے گئے۔ اور تفصیل کے لئے ان کتب کا حوالہ دیا گیا۔ چنانچہ خصوصاً سلاطین اور تواریخ کی کتب تمامتر انہیں کتابوں سے ماخوذ ہیں۔ گویا کہ اصل الہامی کتب تو وہی ہوئیں۔ جن سے کہ انبیاء کے چیدہ چیدہ حالات درج کئے گئے اگر ماخوذ کتب (بزعم نصاریٰ) الہامی کہلا سکتی ہیں۔ تو کیا اصل کتب الہامی نہیں ہیں۔ ان کتب میں بعض کے متعلق تو کوئی معلوم نہیں۔ کہ وہ کن کی تحریر کردہ ہیں۔ مگر بہت سی ایسی کتب ہیں۔ جو کہ انبیاء کی طرف منسوب ہوئیں۔ مگر افسوس ان تمام کتب میں سے کوئی کتاب بھی اب نہیں ملتی۔ اور اسوقت بائیبل کا حصہ ہونے کی بجائے فنا کا حصہ ہیں۔

(۶) کتاب اخبار سلیمان سلاطین ۱ ۱۱/۴۱ کیتھولک بائیبل میں زیر آیت ہذا لکھا ہے۔ "کتاب اخبار اور مختلف کتابیں جن کا کلام مقدس میں ذکر ہے۔ کھوئی گئیں۔ یا ضائع ہوگئیں"۔ کیتھولک بائیبل جلد ۲ صفحہ ۱۸۵۔ اس حوالہ نے تو فیصلہ ہی کردیا۔ کہ جتنی کتب ہم پیش کرینگے۔ یا جتنی پیش کرچکے۔ وہ تمام کی تمام ضائع ہوچکیں۔

(۷) اسرائیل کے بادشاہوں کے ایام کی تواریخ کی کتاب سلاطین ۱ ۱۴/۱۹ تواریخ ۲ ۳۳/۱۸ تا ۲۰ و ۳۲/۳۲ و ۲۰/۳۴ اس کے متعلق بھی کیتھولک بائیبل میں لکھا ہے۔ "یہ کتاب جس کا سلاطین کی کتاب میں اکثر دفعہ ذکر آیا ہے۔ مدت سے کھوئی گئی"۔ کیتھولک بائیبل زیر آیت سلاطین ۱ ۱۴/۱۹ دوسری جلد صفحہ ۱۹۴۔

(۸) یہوداہ کے سلاطین کی تواریخ سلاطین ۱ ۱۴/۲۹

(۹) صموئیل غیب بین کا کلام تواریخ ۱ ۲۹/۲۹۔

نوٹ:۔ بائیبل میں لکھا ہے۔ "وہ جو نبی کہلاتا ہے۔ اگلے زمانہ میں غیب بین کہلاتا تھا۔ سموئیل ۱ ۹/۹۔ اس لئے جتنے غیب بینوں کی کتب کا آئندہ ذکر ہوگا۔ وہ سب انبیاء ہی کی کتب ہیں۔ جو کہ گم ہوگئیں۔

(۱۰) ناتان نبی کا کلام۔ تواریخ ۱ ۲۹/۲۹۔

(۱۱) جاد غیب بین کا کلام۔ تواریخ ۱ ۲۹/۲۹۔

(۱۲) سیلانی اخیاہ (جو کہ ایک نبی تھا سلاطین ۱ ۱۱/۲۹ و ۱۴/۲) کی نبوت کی کتاب تواریخ ۲ ۹/۲۹۔

(۱۳) عیدو غیب بین کی رویاؤں کی کتاب۔ تواریخ ۲ ۹/۲۹ و ۱۲/۱۵ و ۱۳/۲۲۔

(۱۴) سمعیاہ نبی کا کلام۔ تواریخ ۲ ۱۲/۱۵۔

(۱۵) یاہو بن حنانی کا کلام۔ بائیبل میں لکھا ہے۔ اور یہوسفط کا باقی احوال اول اور آخر جو ہے۔ وہ یاہو بن حنانی کے کلام میں جو اسرائیل کے سلاطین کی کتاب میں شامل کیا گیا۔ لکھا ہے۔ دیکھو کیتھولک بائیبل کی تواریخ ۲ ۲۰/۳۴۔ یاہو بن حنانی نبی تھا۔ سلاطین ۱ ۱۶/۱ و ۷۔ تواریخ ۲ ۱۹/۲۔ اس حوالہ میں اسرائیل کے سلاطین کی کتاب کا بھی ذکر ہے۔ جس میں کہ یاہو بن حنانی کا کلام شامل ہے۔ یہ کتاب بھی بائیبل میں نہیں پائی جاتی۔ اگر اس سے مراد سلاطین یا تواریخ کی کتب لی جائیں۔ تو ان میں تو مذکورہ نبی کا کلام شامل نہیں ہے۔ پس ثابت ہے۔ کہ یہ کتاب کوئی اور ہے۔ جو کہ گم ہوچکی۔ اور جس کے کہ چند اقتباسات کا نام سلاطین یا تواریخ کی کتب رکھا گیا۔ چنانچہ ہمارے اس بیان سے کیتھولک متفق ہیں۔ دیکھو کیتھولک بائیبل جلد ۲ صفحہ ۱۹۴۔ حاشیہ و صفحہ ۲۹۳

(۱۶) حوزائی کا کلام لکھا ہے۔ "اب منسّی کا باقی احوال اور اپنے خدا سے اسکی دعا اور ان غیب بینوں کا کلام جو انہوں نے خداوند اسرائیل کے نام سے اسے پہنچایا ...... اور اسکی دعا اور اس کا قبول ہونا حوزائی کے کلام میں مندرج ہے۔ تواریخ ۲ ۳۳/۱۸ تا ۲۰۔

(۱۷) یہوداہ اور اسرائیل کے بادشاہوں کی کتاب تواریخ ۲ ۱۶/۱۱ سلاطین ۲ ۲۳/۲۸۔

(۱۸) بادشاہوں کی تواریخی کتاب۔ تواریخ ۲ ۲۴/۲۷

(۱۹) داؤد بادشاہ کی تواریخ۔ تواریخ ۱ ۲۷/۲۴

(۲۰) نوحوں کی کتاب اور اسرائیل اور یہوداہ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بادشاہوں کی کتب۔ تواریخ ۲ ۳۵/۲۶

(۲۱) عزرا نبی کی کتب۔ کیتھولک بائیبل میں تواریخ ۲ کے متعلق لکھا ہے۔ کہ یہ کتب غالباً عزرا یا کسی اور پاک مصنف کی تصانیف سے اختصار کی گئیں۔ کیتھولک بائیبل جلد ۲ ص۲۹۳۔ نہ تو عزرا نبی کی کتب پائی جاتی ہیں۔ اور نہ دیگر مقدسین کی تصانیف۔ نوٹ:۔ اگر ماخوذ کتب الہامی ہیں۔ تو کیا اصل کتب الہامی نہیں۔ جو کہ اوپر پیش کی جا چکیں۔

(۲۲) رق کے طومار۔ تمط ۲ ۱۳/۴

پراٹسٹنٹ بائیبل سے فارغ ہونے کے بعد اب کیتھولک بائیبل کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ کیتھولک بائیبل میں سات کتب زائد ہیں۔ ان سات کتابوں میں جن الہامی صحیفوں کا حوالہ دیا گیا۔ اب وہ ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں۔

(۱) لکھا ہے۔ اور یوحنا کا باقی احوال ...... اور اس کے اعمال کہانت اعظم کی ایام کی کتاب میں لکھے ہیں۔ مکابیوں ۱ ۱۶/۲۴ (۲) یرمیاہ نبی کے نوشتے لکھا ہے۔ "یہ طوماروں میں آیا ہے۔ کہ یرمیاہ نبی نے جلاوطنوں کو حکم دیا ...... الخ" مکابیوں ۲ ۲/۱ پھر لکھا ہے۔ "اسی تحریروں میں آیا ہے۔ کہ نبی نے بمطابق وحی جو اس پر نازل ہوئی حکم دیا ...... الی آخر۔ مکابیوں ۲ ۲/۴۔ حاشیہ میں لکھا ہے۔ "یہ طومار یرمیاہ نبی کی تھیں۔ اور اس وقت ضائع ہو چکی ہیں۔ کیتھولک بائیبل جلد ۱ ص۵۸۔

(۳) یاسون قیروانی کی پانچ کتابیں کیتھولک بائیبل میں مکابیوں کی کتاب کا مصنف لکھتا ہے۔ "اور یہ باتیں جن کا یاسون قیروانی نے پانچ کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ ہم نے ایک طومار (مکابیوں) میں مختصر کی ہیں۔" پھر لکھا ہے۔ "یہاں ہم حادثوں کا احوال شروع کرتے ہیں۔ اس تمہید پر اکتفا کر کے جس کا ہم نے ذکر کیا۔ کیونکہ یہ درست نہیں۔ کہ تواریخ سے پہلے طوالت ہو۔ اور تواریخ میں اختصار" مکابیوں ۲ ۲/۲۴ تا ۳۳ ملاحظہ ہو۔ گویا کہ مکابیوں کی کتاب محض تاریخ ہے۔ اور یہ کتاب تمامتر یاسون کی پانچ کتب کا خلاصہ ہے۔ اگر مکابیوں کی کتاب الہامی ہے۔ تو یاسون کی کتب کو الہامی ماننا پڑیگا۔ جو کہ گم ہو گئیں۔ (۴) ایلیاہ کے احوال کے متعلق لکھا ہے۔ کہ خداوند نے اسے دفتر میں لکھا۔ یشوع بن سراخ ۴۸/۱۰۔ لاعلم یہ کونسا دفتر دینی کتاب ہے۔ جو گم ہے۔

(۵) مکابیوں ۲ ۲/۱ تا ۱۳۔ یرمیاہ نبی کا کافی ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے۔ "اور یہ باتیں طوماروں اور نحمیاہ کی یادداشتوں میں قلمبند کی گئیں ہیں۔ اور کہ کیسے (یرمیاہ) نے کتب خانہ بنایا اور بادشاہوں اور انبیاء کی کتابیں اور داؤد کی تحریریں۔ اور نذرانوں کی بابت بادشاہوں کے خطوط اس میں جمع کئے۔" نہ تو یرمیاہ نبی کی طومار ملتی ہیں۔ نہ نحمیاہ نبی کی کتب۔ نہ بادشاہوں اور انبیاء کی پوری پوری کتابیں۔ اور نذرانوں کی بابت خطوط۔ اور داؤد کی تحریریں بھی تمامتر نہیں ملتیں۔ چند تسبیحی گیت یعنی گیت زبور کے یعنی تسبیحی گیت جو کہ مختلف اوقات میں داؤد وغیرہ نے لکھے ہیں۔ وہ بھی تمام حضرت داؤد کے نہیں۔ بلکہ جس کا دل چاہا۔ اسی نے اپنے مزامیر بھی کتاب زبور میں شامل کر دیئے۔ اور اس طرح زبور اپنی اصلی صورت میں قائم نہ رہی بالکل بدل گئی۔ محرف مبدل ٹھیری۔ چنانچہ زبور ۱۵۱ کا کچھ حصہ ہے۔ جو کہ پراٹسٹنٹ بائیبل میں تو مفقود ہے۔ مگر کیتھولک بائیبل میں موجود ہے۔ دیکھو کیتھولک بائیبل تیسری جلد ص۶۹ اور پھر موجودہ زبور میں کسی ترتیب کا بھی لحاظ نہیں۔ چنانچہ زبور ۷۲/۲۰ میں لکھا ہے۔ "اور داؤد بن یسی کی دعائیں ختم ہوئیں۔" اسی کے حاشیہ میں لکھنا ہی پڑا۔ "یہاں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگرچہ یہ زبور یہاں پر رکھا گیا۔ مگر وقت کی ترتیب سے ان سبھوں کا آخری ہے۔ جو داؤد نے تصنیف کئے۔" کیتھولک بائیبل جلد ۳ ص۱۲۸۔ علاوہ بریں یہ تو ثابت شدہ حقیقت ہے۔ کہ موجودہ زبور حضرت داؤد کی ہی تصنیف نہیں بلکہ جس کا دل چاہا۔ اسی نے زبور میں تحریف و الحاق کا بازار گرم کر دکھایا۔ چنانچہ کیتھولک بائیبل میں لکھا ہے۔ "مزامیر ...... ان میں سے بہت کا مصنف داؤد بادشاہ ہے۔ لیکن بہتوں کی رائے ہے۔ کہ بعض ان میں سے آساف نے بنائے۔ اور بعض انہوں نے جن کے نام عنوان مزامیر میں درج ہیں۔ کیتھولک بائیبل جلد ۳ ص۵۹ یہ تو ہے حالت زار زبور کی کتاب کی۔ مگر بایں صورت بھی بزعم نصاریٰ وہ مکمل کی مکمل اور غیر محفوظ عن التحریف والالحاق ......

آمدم برسر مطلب۔ عہد عتیق کی مذکورۃ الصدر متعدد گمشدہ کتب ہم پیش کر چکے۔ جو کہ بوجہ کھوئے جانے کے بائیبل کا حصہ بننے سے رہ گئیں۔ ہاں بائیبل نے ان کتب کا اقتباس جا بجا کیا۔ اور اس طرح ثابت کیا۔ کہ وہ بھی بائیبل کا حصہ تھیں۔ ان کتب میں سے زیادہ کا حوالہ تواریخ ۱ و ۲ میں دیا گیا۔ چنانچہ محولہ کتب کے علاوہ صرف ایک کتاب تواریخ ۲ میں ایسی درج ہے جو کہ بائیبل میں پائی جاتی ہے۔ ورنہ باقی سب کھوئی گئیں۔ چنانچہ تواریخ ۲ ۳۲/۳۲ میں اس کتاب کا اس طرح تذکرہ ہوا۔ "اب حزقیاہ کا باقی احوال ...... وے اموص کے بیٹے یسعیاہ نبی کی رؤیا اور یہوداہ اور اسرائیل کے بادشاہوں کی تواریخ میں لکھے ہوئے ہیں"۔ چنانچہ حزقیاہ کا احوال بائیبل میں موجودہ یسعیاہ نبی کی کتاب کے ابواب ۳۶ تا ۳۹ میں موجود ہے۔ مزا تو تب تھا کہ جس طرح یسعیاہ نبی کی کتاب کا حوالہ دیا گیا۔ اور وہ بائیبل میں موجود ہے۔ اسی طرح دوسری کتب جن کا کہ حوالہ دیا گیا۔ بائیبل میں موجود ہوتیں۔ مگر افسوس کہ وہ تمام کھوئی گئیں۔ اور کوئی کتاب بائیبل میں نہیں۔ جیسا کہ کیتھولک بائیبل کے پیش فرمودہ اقرار سے بھی ظاہر ہو چکا ہے۔ یہاں کوئی یہ نہ کہہ دے۔ کہ منقولہ بالا دو تین تاریخی کتب کیونکر الہامی ٹھیر کر بائیبل کا حصہ بن سکتی تھیں۔ ایسا خیال بالکل مبنی بر بطالت ہے۔ کیونکہ ان تواریخی کتب کے تمام احوال اختصار سے تواریخ اور سلاطین کی کتب میں پیش کئے گئے۔ پس اگر تو بائیبل میں موجودہ تواریخ اور سلاطین کی ماخوذ کتب بزعم نصاریٰ الہامی ہیں۔ تو مذکورۃ الصدر چند تواریخی کتب کو بھی الہامی تسلیم کرنا پڑے گا۔ کیونکہ ان کتب کے تمام واقعات ذرا اختصار سے تواریخ اور سلاطین کی کتب میں درج کئے گئے۔ گویا یہ کتب ماخوذ ہیں۔ اب اندریں حالات کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ محولہ بالا چند تواریخی کتب الہامی نہیں ہو سکتیں۔ اور بائیبل کا حصہ نہیں ٹھیر سکتیں۔

ہماری مندرجہ بالا تحقیق عہد عتیق تک محدود تھی۔ اب آیئے ذرا عہد جدید کی طرف رجوع کریں۔ وباللہ التوفیق۔

## عہد جدید کے گمشدہ نوشتے

قارئین کرام! آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ عہد جدید دو حصوں میں منقسم کیا گیا۔ ایک حصہ تو اناجیل اربعہ کے نام سے نامزد ہے۔ دوسرا حصہ خطوط الرسل پر مشتمل ہے۔ اناجیل کے متعلق تو یہ امر ظاہر ہی ہے۔ کہ پہلے پہل کثیر التعداد تصنیف ہوئیں۔ دیکھو ثبوت کے لئے لوقا ۱/۱ + گلتیوں ۱/۶ تا ۹ وغیرہ۔ ان حالات میں فیصلہ کرنا۔ کہ صحیح اناجیل کونسی ہیں۔ ناممکن تھا۔ چنانچہ نصاریٰ بوجہ مذکورہ انتخاب اناجیل میں کامیاب نہ ہوئے۔ انہوں نے چار انجیلیں منتخب کیں۔ مگر ان اناجیل میں باہمی شدید تعارض ہے۔ چنانچہ [illegible] لکھتا ہے۔ "کہ اناجیل میں اتنے اختلاف ہیں۔ کہ ان سے آدمی کا سر گھومنے لگ جاتا ہے" (بائیبل کا الہام ص۳۲) اگر تو اناجیل کا انتخاب مبنی بر حقیقت ہوتا۔ تو پھر ان کے مابین اختلاف ہرگز نہ چاہیئے تھا۔ مگر اناجیل میں اختلاف ہونا اس امر پر دال ہے۔ کہ ان کا انتخاب ہرگز درست نہیں۔ خیر سردست ہمیں اس سے سروکار نہیں۔ کہ درست کونسی انجیل ہے ہم یہ ثابت کر رہے ہیں۔ کہ شروع شروع میں بہت سی انجیلیں لکھی گئیں۔ جن کے متعلق نصاریٰ یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ چونکہ وہ انجیلیں جعلی ہیں۔ اس لئے ان کو شامل نہیں کیا گیا۔ کیونکہ ان کے پاس کوئی ثبوت نہیں کہ غیر نوشتہ اناجیل جعلی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہی دکھا سکتے ہیں۔ کہ ان کے واقعات موجودہ اناجیل کے نقیض ہیں۔ لیکن ع

این گناہیست کہ در اناجیل شما نیز کنند

پس یہ اصول تو نصاریٰ ہرگز قائم نہیں کر سکتے جبکہ ان انجیلوں میں بھی اختلاف ہے۔ جو کہ ان کو بھی مسلم ہیں۔ اور جنہیں وہ مستند اور غیر جعلی قرار دیتے ہیں۔ ہاں اگر یہ کہیں۔ کہ وہ حواریوں کی لکھی ہوئی نہیں ہیں۔ تو یہ بھی ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ کہ اناجیل اربعہ کے مصنف بھی حواری نہ تھے۔ مثلاً لوقا نے اقرار کیا ہے کہ میں اوروں سے سن کر یعنی روایتاً واقعات لکھتا ہوں۔ لوقا ۱/۲۔ اور اسی طرح یوحنا کی انجیل کے آخر سے ظاہر ہے۔ کہ یہ یوحنا حواری نہ تھا۔ بلکہ اس نے بھی روایتاً انجیل لکھی۔ یوحنا ۲۱/۲۴۔ پس اب بتایا جائے۔ کہ اگر صرف حواریوں کی ہی اناجیل مسلم ہو سکتی ہیں۔ تو لوقا اور یوحنا کو کیوں قابل اعتبار ٹھیرایا گیا۔ اگر ان انجیلوں کو شامل کیا جا سکتا ہے۔ تو کیا دوسری اناجیل شامل ہونے کی مجاز نہ تھیں۔ تھیں اور ضرور تھیں۔ جن میں سے کہ آج کچھ تو ملتی ہیں۔ اور کچھ فنا کا حصہ ہیں۔ نوٹ:۔ متی اور مرقس بھی حواری نہ تھے۔

خطوط الرسل کے متعلق بھی ایسا ہی ہے۔ بہت سے خط ہیں۔ جو کہ شامل نہیں کئے گئے۔ ان کی غیر مکمل لمبی فہرست قدامت بائیبل ص۱۱ و ۱۲ پر موجود ہے۔ یہ خط تو اب بھی پائے جاتے ہیں۔ لیکن بعض خط جن کا ذکر خطوط الرسل میں آتا ہے۔ لیکن وہ گم ہیں۔ وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) قلسیوں ۴/۱۶ میں پولوس رسول کہتا ہے۔ "جب یہ خط تم میں پڑھا جائے۔ تو ایسا کرو۔ کہ لاودیقیوں کی کلیسیا میں بھی پڑھا جائے۔ اور لاودیقیوں کا تم بھی پڑھو" اب نامعلوم لاودیقیوں کا خط کتنا ضروری تھا۔ جس کے کہ پڑھنے کی خاص ہدایت ہے۔ مگر افسوس کہ اب اس خط کا کہیں پتہ نہیں چلتا۔

(۲) کرنتھیوں ۱ ۵/۹ میں پولوس رسول کہتا ہے۔ "میں نے یہ خط تم کو لکھا۔ کہ تم حرامکاروں میں نہ ملے رہو۔" اس مضمون کا خط بھی انجیل سے غائب ہے۔ اور کہیں نہیں ملتا۔ لامحالہ یہ خط ۱ کرنتھیوں ۱ کے خط سے پہلے کا ہوگا۔ (۳) کرنتھیوں ۲ ۱۶/۳ میں پولوس کہتا ہے "میں آکے جنہیں تم معتبر ٹھیراؤگے تمہارے فیض کا پھل خطوں کے ساتھ یروشلم میں لے جانے کو بھیجوں گا۔" یہ خط بھی نابود و بے بود ہیں۔ (۴) تمط ۱ ۱/۱۸ میں لکھا ہے۔ "اے فرزند تمط ان پیشگوئیوں کے موافق جو پہلے تیری بابت کی گئی تھیں۔ میں یہ حکم تیرے سپرد کرتا ہوں ......" نامعلوم کونسے خط میں تمط کے متعلق پیشگوئیاں کی گئیں۔ جو کہ غائب ہے۔ قارئین کرام ہم ثابت کر چکے کہ عہد عتیق اور عہد جدید کے بہت سے نوشتے ضائع ہو چکے۔ ان حالات میں بائیبل [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# خالصہ مشن

## کلام بابا نانک علیہ الرحمۃ

متی مرن وساریا خوشی کیتی دن چار
سچ ملیا تن صوفیا رکھن کو دروار

یعنی اے انسان تم نے دنیا کے کاموں میں مست ہو کر موت کو بھلا دیا ہے۔ اور چار دن خوشیوں میں منہمک ہو رہا ہے۔ ہم نے صوفیا (دفقرائے اسلام) کو سچ دیا ہے۔ تاکہ وہ ہمارے دربار (یعنی دربار الٰہی) میں رہ سکیں۔ صوفیا (اسلام) صداقت پر ہیں اور وہ رب کے دربار میں حاضر رہتے ہیں۔

(گورو گرنتھ صاحب ص ۱۵/۲۵)

(۲) عیب تن چکڑ و ماہ من مینڈ کو کول سار نہیں مول پائی
بھور ، استاد نت بھاکھیا بولے کیوں بوجھے جاں نہ بجھائی
آکھن سننا پون کی بانی اِہ من رتا مایا
خصم کی ندر دلہے پسندے جنی کر ایک دھیایا
تیہ کر کے بیچ کر سا تی ناؤں شیطان مت کٹ جائی
نانک آکھے راہ پے چلنا مال دھن کت کو سنج آہی
سوئی قاضی جن آپ تجیا اک نام کیا آدھا رو
ہے بھی ہوسی جائے نہ جاسی سچا سرجنہار و
پنج وکھت نواج گذارے پڑھے کتیب قرآنا
نانک آکھے گور سدے ای رہیو پینا کھانا

(ص ۳۴/ س ۱۱)

یعنی اے انسان۔ تیرے جسم پر تیرے ہی عیب کا کیچڑ لگا ہے۔ اور اس میں تیرا دل مینڈک کی طرح کیچڑ میں پھنسا ہوا ہے۔ تیرے اس گناہ آلودہ مینڈک (دل) پر کنول کا پھول کھلا ہوا ہے۔ جس پر بھونرا بیٹھکر ہمیشہ آواز دیتا ہے۔ کہ اے کیچڑ یعنی گناہ میں پھنسے ہوئے دل ذرا دیر آکر معرفت الٰہی کا تماشا دیکھ۔ مگر اس الٰہی آواز کو وہی سنتا ہے جس کو رب کی بخشش ہووے۔ اور وہ برگزیدۂ اللہ ہووے۔ اس انسان کی نشانی یہ ہے۔ کہ وہ ایک اللہ کو پکارتا ہے۔ یعنی موا حد رہتا ہے۔ تیس روزے رکھتا ہے۔ پانچ وقت نماز پڑھتا ہے۔ ایسا کرنے سے وہ شیطان کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔ کیونکہ نماز بے حیائیوں سے روکتی ہے۔ اور وہ انسان مقبول الٰہی ہو جاتا ہے۔

اے انسان تم نے تو موت کے رستے پڑ کر اس جہان سے چلا جانا ہے۔ پھر دولت کیوں اکٹھی کرنے میں اللہ کریم کو بھلا دیا ہے۔ سچا انسان وہی ہے۔ جس نے اپنے آپ کو بھلا دیا۔ اور صرف ایک اللہ کو یاد رکھا۔ اور اسی پر بھروسہ کیا۔ انسان کو چاہیئے۔ کہ پنجے وقت نماز گذارے۔ اور قرآن شریف کی تلاوت کرے۔ بابا نانک جی کہتے ہیں قبر تینوں بلا رہی ہے۔ پھر تو کھانا پینا بھی رہ جائے گا۔ اب خدا تعالیٰ کو راضی کرلے۔ جیسا کہ جنم ساکھی میں بابا نانک جی فرماتے ہیں۔

ج جیہ کر نام دی پنج نماز گذار
باجھوں نام خدائیدے ہوئیں بہت خوار

پھر کہتے ہیں:۔

ل۔ لعنت برے تنہاں جو ترک نماز کرین
تھوڑا اینا کھٹیا سبھوں ہتھ گوین

بابا نانک جی حضرت فرید شکر گنجی کی بانی یوں پروان فرماتے ہیں۔

فریدا بے نماز کتیا اِہ نہ بھلی ریت
کبھی چل نہ آیا پنجے وکھت مسیت
اٹھ فریدا اُد و ساجھ صبح نماج گذار
جو سر سائیں نہ نویں سو سر کپ اتار
جو سر سائیں نہ نویں سو سر کیجے کائیں
کنے ہیٹھ جلائیے بالن سندے تھائیں

(ص ۱۳۸۱/ ۱۷)

جو بانی گورو گرنتھ صاحب میں درج ہے۔ وہ سکھ صاحبان کو ماننی چاہیئے۔ اور اس پر بابا نانک جی کے حکم کے مطابق دل و جان سے عمل کرنا چاہیئے۔ ورنہ اگر عمل نہیں کرنا۔ تو گرنتھ صاحب میں درج کرنے کا کیا فائدہ؟

(رحمت اللہ ایس۔ ایم اسٹیشن ٹانگرہ)

## محنت اور ہمت اور قوم کی توجہ

نیو یارک کے ایک پسماندہ اور بوسیدہ محلے میں ایک غیر معروف شخص نے ایک چھوٹا سا مکان کرائے پر لیا۔ مکان کیا تھا ایک تنگ و تاریک کوٹھڑی تھی جس میں نہ روشندان تھے۔ نہ کھڑکیاں تھیں نہ الماریاں تھیں۔ نہ ٹیلی فون۔ نہ آرائش و زیبائش کا دوسرا سامان۔ ایک کونے میں ایک شکستہ میز ایک بوسیدہ کرسی۔ قلم دوات اور چند سادہ کاغذ۔ یہ تھی کل کائنات اس "دفتر" کی جہاں سے "نیو یارک ٹائمز" کا پہلا پرچہ شائع ہوا۔ یہی اخبار اب ایک ایسی عظیم اور جلیل عمارت سے شائع ہوتا ہے۔ جو بیس منزلوں پر مشتمل ہے۔ اسکی روزانہ اشاعت چار لاکھ سے زیادہ ہے۔ ہفتہ وار ایڈیشن آٹھ لاکھ شائع ہوتا ہے۔ اس کے سٹاف میں دو ہزار ملازم کام کرتے ہیں۔ اخبار کا نظم و اہتمام چھ شعبوں کے سپرد ہے۔ ایک شعبہ خبریں فراہم کرتا ہے۔ دوسرا لیڈنگ آرٹیکل اور نوٹ لکھتا ہے۔ تیسرا اخبار کی آمد و خرچ کا حساب رکھتا ہے۔ چوتھا پریس اور اس کے علاوہ دوسری مشینوں کی حفاظت اور نگرانی کا کام کرتا ہے۔ پانچواں ملازموں کے کام اور ان کی اجرت کا ذمہ دار ہے۔ اور چھٹا متفرق امور کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ اگر امریکہ کا ایک دیہاتی کمپوزیٹر "نیو یارک ٹائمز" ایسا شاندار اخبار چلا سکتا ہے۔ تو کیا خدا کی برگزیدہ جماعت فاروق کے لئے ایک ہزار خریدار بھی مہیا نہیں کر سکتی۔ سوچ کر جواب دو۔

# دیانندی مشن

## "مقبولیت وید"

ایک زمانہ تھا۔ جبکہ آریہ یہ بلند بانگ دعاوی کیا کرتے تھے۔ کہ ہم ساری دنیا کو شدھ کریں گے اور وید ہی عالمگیر کتاب ہے۔ اور یہاں تک بڑھ بڑھ کر ہانکا کرتے تھے۔ کہ ہم اوم کا جھنڈا عرب میں گاڑینگے مگر خدا تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ مسیح کے ذریعہ سے یہ پیشگوئی فرمائی۔ کہ "سیھزم الجمع و یولون الدبر"۔ یعنی آریہ مذہب کا انجام یہ ہوگا۔ کہ خدا تعالیٰ ان کو شکست دے گا۔ اور آخر وہ آریہ مذہب سے بھاگیں گے۔ اور پیٹھ پھیر لیں گے۔ اور آخر کالعدم ہو جائیں گے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۲۷)

چونکہ یہ بات علیم و خبیر خدا کی طرف سے تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے آثار ظاہر کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ یعنی اب آریہ خود وید سے لاپرواہ ہو رہے ہیں۔ اور اب ان کی توجہ وید پر عمل اور اس کے پرچار سے رفتہ رفتہ ہٹ رہی ہے۔ اور یہ ایسی واضح حقیقت ہے۔ جس کا نہ صرف یہ کہ آریہ سماج انکار نہیں کر سکتی۔ بلکہ اب اس کے اپدیشک کھلے بندوں اقراری ہیں۔ کہ اب ہم نے وید کو چھوڑ دیا۔ اور اس طرف کوئی توجہ باقی نہیں رہی۔ چنانچہ آریہ گزٹ مجریہ ۳۰ جنوری ۱۹۳۸ء میں رقم طراز ہے۔ کہ "دراصل دیکھا جاوے۔ تو آریہ سماج کی ساری شکتی گوروکلوں، کالجوں اور سکولوں کے چلانے پر ہی لگی ہوئی ہے۔ لیکن وید پرچار فنڈ خالی رہا۔ اور وید پرچار کا کام بالکل کھٹائی میں ہی پڑا رہا۔" پھر لکھا ہے۔ "آریہ سماج کے لئے تو وید کا پرچار ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسا کہ شریر کے لئے سوا س لیکن یہ آریہ سماج کی ایک بڑی بھول تھی۔ اور بھول ہے۔ کہ انہوں نے پاٹھ شالاؤں۔ سکولوں۔ کالجوں گوروکلوں اور اناتھ آلیوں کے لئے سر دھڑ کی بازی لگادی۔ لیکن وید پرچار کے لئے وہ یتن نہ کیا۔ اس یتن کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ہمارے آریہ سماجیوں نے اپنے شریر کو بغیر پسہ انوں کو مضبوط کئے طاقتور بنانے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے اس کا جو نتیجہ نکل رہا ہے وہ لوگوں کے سامنے ہے۔ آریہ سماج میں شتھلتا ہے۔ آریہ سماج میں وہ پرانا جوش نظر نہیں آتا۔ آریہ سماج کے ست سنگوں میں وہ پرانی رونق نہیں ہوتی۔ آریہ بھائیوں میں وہ پرانا پریم نہیں۔ لوگوں میں وہ ایشور بھگتی کی پیاس نہیں۔ اور نہ ہی دیش اور دھرم کے لئے سچا اور حقیقی پریم ہے۔ مجھے کئی بار لوگوں کی چٹھیاں آئی ہیں۔ کہ آریہ سماج میں آج کل جان نظر نہیں آتی"۔ ص ۳۔ حضرات غور فرمائیں کہ آریوں کے اس اقرار سے کس قدر اسلام کی صداقت اور برتری کا پتہ چلتا ہے۔ اور کس طرح اس کا ایک ایک حرف سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر شاہد نظر آتا ہے۔

اس کے بالمقابل آپ دیکھیں۔ کہ باوجودیکہ عام مسلمان اس وقت ادبار اور نکبت کا شکار ہو رہے ہیں۔ اور ان کی حالت روبتنزل ہے۔ مگر کیا مجال کہ اسلامی تعلیم کی عالمگیری میں کوئی فرق آیا ہو۔ دوست تو دوست دشمنوں تک بھی اسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہو رہے ہیں۔ خود آریہ سماج متعدد اسلامی مسائل اپنے ہاں قانوناً رائج کر چکی ہے۔ اور بعض کروا رہی ہے۔ اس لئے ہم ببانگ دہل کہہ سکتے ہیں۔ ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

ہمارا ایمان اور یقین ہے۔ کہ خدا کے برگزیدہ مسیح موعودؑ نے جو کچھ فرمایا۔ وہ سچ ہو کر رہیگا۔ اور اس کے آثار شروع ہو چکے ہیں۔ ایک وقت آئے گا۔ جبکہ تمام اہلِ مذاہب اسلام کی ہمہ گیر طاقت کے سامنے ہتھیار ڈال دیں گے۔ اور ساری دنیا میں اسلام کی روحانی حکومت ہوگی۔ خدا کرے۔ کہ وہ وقت جلد آئے۔ اور ہمارے ہم وطن بھائی اس نور سے منور ہو کر ہمارے ہم نوا بن کر کہیں۔ "اسلام زندہ باد"

(عبدالرحمٰن مبشر مولوی فاضل جامعہ احمدیہ)

## مسجد شہید گنج کے لئے مسودہ قانون

ملک برکت علی صاحب ایم۔ ایل۔ اے نے مسجد شہید گنج کے متعلق جس مسودہ قانون کا نوٹس دیا ہے۔ وہ روز بروز زیادہ اہمیت حاصل کر رہا ہے۔ مختلف اسلامی حلقوں کی طرف سے اسکی حمایت کی جا رہی ہے۔ اب تک چوبیس مسلمان ممبر اس پر دستخط کر چکے ہیں۔ سکھوں اور ہندوؤں نے اسکی مخالفت میں بھی آوازیں بلند کرنی شروع کر دی ہیں۔ لیکن بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وزارت پنجاب کے بعض سرکردہ ارکان اس مسودہ قانون کے حامی ہیں۔ بہر حال اگر یہ مسودہ قانون اسمبلی میں پیش ہوا۔ تو اس پر بہت گرم گرم بحث ہوگی۔ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# غیر احمدی مشن

## اخبار تنظیم کا اعتراض اور اسکا جواب

(۳)

(از مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر مولوی فاضل جامعہ احمدیہ قادیان)

### گل است سعدی و در چشم دشمناں خار است

اخبار تنظیم کے اعتراض کے جواب میں مفصل بحث گذشتہ دو قسطوں میں ہو چکی ہے۔ آج ان کے دوسرے اعتراضات کا جواب عرض کرتا ہوں۔ "حضرات انبیا علیہم السلام کی توہین" کے عنوان سے جو بعض حوالجات اخبار مذکور میں دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔

"انبیار گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم زکسے
آنچہ دادا ست ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بتمام"

معلوم ہوتا ہے۔ کہ عیب چین مضمون نولیس کو اور کوئی بات توہین انبیار کے سلسلہ میں نہیں ملی صرف دوسروں کے پس خوردہ پر ہاتھ مارا ہے اور نہ خود تحقیق کی اور نہ سوچا۔ بلکہ اندھا دھند ایک حوالہ نقل کر دیا۔ اور بزعم خود یہ سمجھ لیا۔ کہ اس سے توہین انبیار ظاہر ہوتی ہے۔ میں نہایت مؤدبانہ عرض کرتا ہوں۔ کہ ان اشعار سے ہرگز ہرگز توہین انبیار ثابت نہیں ہوتی۔ ہاں اگر کچھ ثابت ہوتا ہے۔ تو صرف اسقدر کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی نبوت اور اپنا عرفان ثابت کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ اگرچہ انبیاء بہت سے گزرے ہیں۔ مگر میں بھی عرفان اور معرفت الٰہی میں کسی سے کم نہیں ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی محبت اور عرفان کا جو جام سب کو دیا۔ وہ مجھے بھی پورے کا پورا دیا۔ با انصاف قارئین غور فرمائیں۔ کہ اس میں کونسے نبی کی توہین ہے۔ اگر جناب حافظ صاحب اس سے یہ استدلال فرماتے۔ کہ دیکھو ان اشعار میں دعوٰی نبوت ہے۔ تب تو کچھ بات بھی تھی۔ ورنہ ان اشعار کو توہین انبیار کے سلسلے میں پیش کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسے نجاشی بادشاہ کے سامنے معاندین اسلام نے حضرت عیسٰیؑ کی توہین کا الزام لگایا تھا۔

ان اشعار سے اگلے دو اشعار بھی ثابت کر رہے ہیں۔ کہ جس طرح دوسرے انبیار سے اللہ تعالیٰ ہمکلام ہوا۔ اور انہیں شرف مکالمہ و مخاطبہ عطا کیا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی ہمکلام ہوا۔ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں:۔ ؎

"دلِ من بُرد و الفت خود داد
خود مرا شد بوحی خود استاد
وحی او را عجب اثر دیدم
روئے آں مہر زاں قمر دیدم"

(درثمین فارسی صفحہ ۲۸۷)

نیز فرماتے ہیں:۔ ؎

"وارث مصطفےٰ شدم بیقیں
شدہ رنگیں برنگِ یارِ حسین"

یعنی یہ سب مجھے آنحضرت صلعم کے وارث ہونے کی حیثیت سے رتبہ عطا ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انبیار کے متعلق جو اعتقاد ہے۔ وہ بھی ملاحظہ فرمالیں۔ (۱) حضور درثمین فارسی کے ص۲۰۴ پر فرماتے ہیں۔ ؎

"ہر رسولے آفتاب صدق بود
ہر رسولے بود مہر انورے
گر بدنیا نامدے ایں خیل پاک
کار دیں ماندے سراسر ابترے"

(۲) "سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بڑھکر
لیک از خدائے برتر خیر الورٰے یہی ہے"

(قادیان کے آریہ اور ہم)

دوسرا حوالہ توہین انبیار کے ضمن میں "ومبشرًا برسولٍ یاتی من بعدی اسمہ احمد" ہے اس کے متعلق صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی تشریح پیش کر دیتا ہوں۔ حضور ازالہ اوہام جلد ۲ کے صفحہ ۲۷۵ پر فرماتے ہیں:۔ "اور اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے۔ وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ محمد جلالی نام ہے۔ اور احمد جمالی اور احمد اور عیسٰیؑ اپنے جمالی ناموں کی رو سے ایک ہیں۔ اسی کی طرف یہ اشارہ ہے۔ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں یعنی جامع جلال و جمال ہیں۔ لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیشگوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے۔ بھیجا گیا"۔ جلی الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم بھی احمد ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود مجرد احمد ہونے کے لحاظ سے اس پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ اور اس مضمون میں توہین انبیار کا شائبہ تک نہیں۔

تیسرے نمبر میں جو حوالے دیئے ہیں۔ ان میں قدرے تحریف سے کام لیا ہے۔ جو ایک طالب حق کے لئے کسی صورت میں مناسب نہیں۔ اس ضمن میں تحفہ گولڑویہ کا جو حوالہ دیا ہے۔ اس میں "صرف" کا لفظ اپنی طرف سے بڑھا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ گویا آنحضرت صلعم کے معجزات کا تین ہزار پر حصر ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے "نبی کریم کے معجزات صرف تین ہزار ہوئے تحفہ گولڑویہ ص۶۳ ملخص۔ تنظیم ص۳)

حالانکہ تحفہ گولڑویہ کے ص۶۳ پر یہ عبارت ہے:۔ "اسکی ایسی ہی مثال ہے۔ کہ مثلاً کوئی شریر النفس ان تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے۔ جو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے"۔

پھر براہین جلد ۵ ص۵۶ کے حوالے "میرے معجزات دس لاکھ سے زائد ہیں"۔ تنظیم ص۳ میں بھی تحریف کی ہے۔ اصل حوالہ یہ ہے۔ "ان چند سطروں میں جو پیشگوئیاں ہیں۔ وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں۔ جو دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے"۔ یعنی "نشانوں" کی جگہ "معجزات" کا لفظ بڑھا دیا ہے۔ تاکہ عوام الناس معجزات کی تعداد کے مقابلہ کو دیکھ کر بھڑک اٹھیں یہ ہے دیانتداری ان واعظوں کی۔ اور یہ ایمانداری ہے ہمارے ناصحین کی۔ ؎

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

اصل بات یہ ہے۔ کہ تحفہ گولڑویہ میں جو تعداد آپ نے معجزات کی لکھی ہے۔ وہ فریق مخالف کے مسلمہ عقائد کی بنار پر ہے۔ کیونکہ بعض نے آنحضرت صلعم کے معجزات کی تعداد ایک ہزار قرار دی۔ جیسا کہ سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ الطالبین جلد ۱ ص۶۶ میں فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کو وہ تمام معجزات دیئے گئے۔ جو پہلے انبیار کو عطا ہوئے۔ اور ان سے زائد بھی۔ "وقد عدّھا لبعض اھل العلم الف معجزۃ" اور بعض اہل علم نے ان معجزات کو ایک ہزار تک شمار کیا ہے۔ اور بعض نے دو ہزار لکھے ہیں۔ چنانچہ مولوی آل حسن اپنی کتاب استفسار میں فرماتے ہیں۔ "حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اسی طرح یعنی باسناد صحیحہ متصلہ تخمیناً دو ہزار ثابت ہیں"۔ استفسار برحاشیہ ازالۃ الاوہام ص۱۳۵۔ اور بعض نے بارہ سو اور بعض نے تین ہزار معجزات لکھے ہیں۔ ملاحظہ ہو فتح الباری جلد ۶ ص۴۲۵ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عقیدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات کے متعلق یہ ہے۔

(۱) "اسلام تو آسمانی نشانوں کا سمندر ہے۔ کسی نبی سے اس قدر معجزات ظاہر نہیں ہوئے۔ جسقدر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے۔ کیونکہ پہلے نبیوں کے معجزات ان کے ساتھ ہی مر گئے۔ مگر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات اب تک ظہور میں آ رہے ہیں۔ اور قیامت تک ظاہر ہوتے رہیں گے۔ اور جو کچھ میری تائید میں ظاہر ہوتا ہے۔ دراصل وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں"۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۳۵)

(۲) پھر تتمہ حقیقۃ الوحی کے ص۱۳۶ پر فرماتے ہیں:۔ "سچ تو یہ ہے۔ کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے۔ کہ باستثنار ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے"۔

(۳) "پس ان بدقسمت لوگوں کی حالت پر افسوس ہے۔ جو کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ اور پیشگوئی نہیں ہوئی۔ یہ نادان نہیں سمجھتے۔ کہ جس حالت میں ان کی امت سے یہ انوار اور برکات ظاہر ہو رہے ہیں اور دوسرے کسی نبی کی امت سے یہ نشان ظاہر نہیں ہوتے۔ تو کس قدر سچائی کا خون کرنا ہے۔ کہ ایسے سرچشمۂ برکات سے انکار کیا جائے۔ بلکہ حق تو یہ ہے۔ کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک نہ ہوتا۔ تو کسی نبی کی نبوت ثابت نہ ہو سکتی"۔

(۴) پھر فرماتے ہیں۔ "سو آخری وصیت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی ہم نے رسول نبی امی کی پیروی سے پائی ہے۔ جو شخص پیروی کرے گا۔ وہ بھی پائیگا"۔ (سراج منیر ص۸۰)

پس جس شخص کا مذکورہ بالا اعتقاد ہو۔ اس کے متعلق توہینِ انبیار خصوصاً توہینِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا الزام دینا کسقدر ظلم اور کتنا ستم ہے۔ اور پھر توہین انبیار کا الزام بھی دینے والے وہ ہیں جن کے اعتقاد میں یہ بات داخل ہے۔ کہ حضرت ابراہیمؑ نے تین جھوٹ بولے۔ حضرت آدمؑ نے خدا کی نافرمانی کی۔ حضرت داؤدؑ نے اوریا کو جنگ میں بھجوا کر مروایا۔ اور اسکی بیوی سے خود شادی کی۔ اور جو مریم اور ابن مریم کے سوا اور کسی کو مسِ شیطان سے پاک نہیں سمجھتے۔ ؎

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

"صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی توہین" کے عنوان سے جو حوالجات دیئے گئے ہیں۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ بالکل خلاف اصول بات کی گئی ہے۔ مثلاً

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو حوالے صحابہ کرام رضہ سے افضلیت کے ہیں۔ ان کے متعلق توہین کا ہیڈنگ دینا کس قدر بے انصافی ہے۔ کیونکہ جب مدعی افضلیت "مسیح موعود" اور "مہدی موعود" ہونے کا مدعی ہے۔ تو پھر اگر وہ اپنے دعوے میں سچا ہے۔ تو یقیناً صحابہ کرام رضہ سے افضل ہے۔ اور یہ بات مسلمہ فریقین ہے۔ کہ آنے والا موعود نبی اللہ ہوگا۔ اور ابوبکر رضہ اور عمر رضہ وغیرہ ہم سے افضل ہوگا۔ اگر فریق مخالف کو معلوم نہ ہو۔ تو میں حوالہ نقل کر دیتا ہوں۔

" وقال ابن ابي شيبة في باب المهدي عن محمد ابن سيرين قال يكون في هٰذه الامة خليفة خير من ابي بكر و عمر قيل خير منهما قال قد كاد يفضل علیٰ بعض الانبياء " حجج الكرامہ صفحہ ۳۸۶۔ یعنی محمد ابن سیرین نے فرمایا۔ کہ اس امت میں ایک خلیفہ ہوگا۔ جو ابوبکر اور عمر سے افضل ہوگا۔ اور فرمایا۔ کہ وہ بعض انبیاء سے بھی افضل ہوگا۔ اس بنا پر حضور کے دعویٰ افضلیت صحابہ کرام پر عوام کو بھڑکانا تقویٰ سے بعید ہے۔ بلکہ اس پر اعتراض کرنا ہی عقلمندی سے دور ہے۔ ہاں یہ بحث اس پر ضرور ہو سکتی ہے۔ کہ آپ کے دعویٰ مسیحیت اور مہدویت کے کیا دلائل ہیں۔ جو اصل چیز ہے۔ اور یہ اعتراضات فروعات میں سے ہیں۔ اسکی مثال ایسے ہی ہے۔ جیسے کوئی مخالفِ اسلام آنحضرت صلعم کے دعوائے افضلیتِ انبیاء اور سیدِ ولدِ آدم ہونے کو لے بیٹھے۔ اور اسے تمام انبیاء کی توہین قرار دے کر آپ سے منحرف ہو اور آپ کے اصل مقام خاتم النبیین ہونے کو نہ دیکھے۔ اور نہ اس کے دلائل طلب کرے۔

اس مقام پر جناب حافظ صاحب نے ایک اور دھوکا کھایا ہے یا دیا ہے۔ کیونکہ " حق بات یہ ہے۔ کہ ابن مسعود ایک معمولی انسان تھا " ازالہ کلاں جلد ۲ صفحہ ۲۴۶، تنظیم صفحہ ۳۔ یہ حوالہ بھی پورا نقل نہیں کیا۔ اگر اس سے ذرا اگلی عبارت بھی نقل کر دیتے۔ تو حقیقت منکشف ہو جاتی۔ اور پردہ اٹھ جاتا۔ پورا حوالہ یوں ہے۔ " حق بات یہ ہے۔ کہ ابن مسعود ایک معمولی انسان تھا۔ نبی اور رسول تو نہیں تھا۔ اس نے اگر جوش میں غلطی کھائی۔ تو کیا اسکی بات کو ان هو الا وحي يوحیٰ میں داخل کیا جائے۔" ازالہ اوہام کلاں جلد ۲ صفحہ ۲۴۶۔ گویا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو معمولی انسان نبی اور رسول کے مقابل پر کہا گیا ہے نہ کہ ویسے معمولی انسان۔ اور اس میں اور حافظ صاحب کے نقل کردہ حوالہ میں کس قدر فرق ہے۔ سہ

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

آپ کے مخالف جب تقویۃ الایمان مصنفہ حضرت مولانا اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حوالہ " ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا خدا کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔" پیش کر کے اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کی توہین نکلتی ہے اور آپ لوگوں کی کفریات کا نمبر شمار کرتے ہیں۔ تو بتائیے۔ وہ سچ کہتے ہیں۔ یا غلط۔ اور ان کی روش درست ہوتی ہے یا غیر درست۔ اس کا انصاف آپ پر چھوڑتا ہوں۔ بعینہٖ آپ اس بارے میں انہیں کی نقل کر رہے ہیں۔ پھر صحابی کو نادان یا درایت سے کورا اور غبی کہنے کے بھی آپ نے حوالے دیئے ہیں۔ اس پر بھی میں یہی عرض کرتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منشاء ہرگز ہرگز کسی صحابی کی توہین کا نہیں۔ بلکہ امر واقعہ کا اظہار ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں یا جرأت کر کے فتوے دے سکتے ہیں۔ کہ جن صحابہ رضہ کی آپسمیں لڑائی جھگڑے گالی گلوچ بلکہ قتال تک نوبت پہنچی۔ وہ موجب توہین ہے۔ حضرت عمر رضہ کا حضرت ابوبکر رضہ سے جھگڑا کرنا۔ خلفائے راشدین کا صحابہ پر تعزیریں قائم کرنا اور جنگ صفین اور جنگ جمل کے موقعہ پر ہزارہا صحابہ کرام کا آپس میں قتال یہ باتیں بظاہر توہین صحابہ ہیں۔ مگر میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ آپ اتنی جرأت کریں۔ کہ اسے موجب توہین قرار دیں اور مسیح موعود اور حَکم اور عَدَل کے چند الفاظ کو جو واقعات صحیحہ کی بناء کہے گئے ہیں۔ توہین قرار دیتے ہیں۔ یا للعجب۔

" علمائے اسلام اور عام مسلمانوں کی نسبت" کے ہیڈنگ سے حافظ صاحب نے بعض حوالجات دیئے ہیں۔ جن سے ان کے نزدیک بعض خاص عالم مثلاً مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی عبد الحق صاحب غزنوی وغیرہ اور دیگر عام عالموں کو سخت سست کہا گیا ہے۔ اور یہ ان کی توہین ہے۔ بعض خاص علماء جن کا نام لے کر بعض سخت الفاظ کہے گئے ہیں۔ ان کے متعلق مندرجہ ذیل جوابات پر غور فرماویں۔

**الجواب الاول۔** حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ کہا۔ سخت مجبوری کی حالت میں جوابی رنگ میں کہا۔ اور ان مولویوں کی طرف سے انتہائی بدزبانی اور سختی ہونے کے بعد کہا۔ اور البادی اظلم کے ماتحت سب سے مقدم سختی کا الزام مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی نذیر حسین وغیرہ پر ہے۔ جنہوں نے کفر کے فتوے حضرت اقدس کے حق میں دیئے۔ اور تمام ہندوستان میں آپ کے خلاف علماء اور جہلاء امراء اور غرباء سب کو بھڑکایا۔ اور یہ ایک کھلی کھلی حقیقت ہے۔ جس کا کوئی دانا انکار نہیں کر سکتا۔ کہ ابتداء انہیں صاحبان کی طرف سے ہوئی۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۳۱ پر فرماتے ہیں۔ " اس فتنہ اندازی کے اصل بانی مبانی ایک شیخ صاحب محمد حسین نام ہیں۔ جو بٹالہ ضلع گورداسپور میں رہتے ہیں ...... اسی وجہ سے پہلے سب سے استفتاء کا کاغذ ہاتھ میں لے کر ہر ایک طرف یہی صاحب دوڑے۔ چنانچہ سب سے پہلے کافر اور مرتد ٹھیرانے میں میاں نذیر حسین صاحب دہلوی نے قلم اٹھائی۔ اور بٹالوی صاحب کے استفتاء کو اپنی کفر کی شہادت سے مزین کیا۔" اس کے علاوہ اگر جناب حافظ صاحب اور ہمارے دیگر مخالفین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف جو فتوے شائع ہوئے۔ صرف انہیں ہی ملاحظہ فرمالیں۔ اور ان مغلظات اور گالیوں کے انبار کو جو ان علماء کرام کے منہ سے نکلا۔ دیکھ لیں۔ تو یقیناً حضرت مسیح موعودؑ کے سخت الفاظ کو حق بجانب سمجھیں گے۔

**الجواب الثانی۔** اس کے علاوہ وہ اتنا تو سوچیں۔ کہ ایسے لوگوں کو جو سخت بدزبان ہوں۔ اور ہر اس شخص کو جو ان کے عقائد کے خلاف ہو۔ اپنی سخت کلامی اور درشتی کا نشانہ نہ بنائیں۔ اور اس کے خلاف فتنہ و فساد برپا کریں۔ حتیٰ کہ اس پر عرصۂ حیات بھی تنگ کر دیں۔ تو ایسوں کو "ظالم طبع" "تکفیر کا بانی" نہ کہا جائے۔ تو اور کیا کہا جائے۔ جبکہ قرآن کریم میں اسکی اجازت بھی ہو۔ کہ فمن اعتدیٰ عليكم فاعتدوا عليه بمثل ما اعتدیٰ عليكم اور لا يحب الله الجهر بالسوء من القول الا من ظلم۔

اس موقعہ پر آپ کے گھر کی بات سنا دیتا ہوں شاید آپ کو سمجھ آ جائے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب پر جس شخص نے حملہ کیا ہے۔ اس کے ہم عقیدہ علماء کو آپ نے مبارکباد دی ہے۔ یا ان پر ناراض ہوئے ہیں۔ اور ناراض بھی اس قدر ہوئے ہیں کہ ان کی گرفتاری تک کی التجائیں گورنمنٹ سے کی جا رہی ہیں۔ اگر بھول گئے ہوں۔ تو ملاحظہ فرمائیں اخبار تنظیم مجریہ ۲۸/۱ جنوری صفحہ ۱۱ کالم تین سطر ۸ سے ۱۹ تک جہاں لکھا ہے۔ کہ " ہمارے علماء کرام کے سامنے یہ اربعہ عناصر محمد یار بہاولپوری عبد الغفور ہزاروی محمد بشیر کوٹلوی اور محمد مسعود الہڑوی جنہوں نے فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے میں جماعت اہلحدیث میں کشت و خون اور جنگ و جدل کرنے کے لئے تقریریں کی ہیں۔ اور خاص لفظ " وہابی" کہہ کہہ کر عوام الناس کو بھڑکایا۔ اور یہ فتویٰ دیا۔ کہ " ایک وہابی کو مارنے سے سو شہید کا ثواب ملتا ہے۔ اور ایک جوتا مارنے سے جنت میں ایک حور ملیگی "۔ اور خاص الفاظ میں کہا۔ کہ " اب تک امرتسر میں کچھ ہو جاتا"۔ اس کا ثبوت اہالیانِ امرتسر کی شہادت موجود ہے۔ گورنمنٹ کو لازم ہے۔ کہ ان چاروں مقرروں کو گرفتار کرے۔" کہیئے صاحب اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کے خلاف تقریریں کرنے والے اور جماعت اہلحدیث کے خلاف وعظ کرنے والے مستوجب سزا ہیں۔ اور موجب صد نفرین ہیں۔ تو حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف فتنہ پھیلانے والے مولوی کیوں قابل سزا نہیں۔ تلک اذاً قسمة ضيزیٰ۔

پھر عام مولویوں کے متعلق بعض برمحل الفاظ کو بھی آپ نے توہین اور گالی قرار دیا ہے۔ اور اس ضمن میں بعض حوالجات دیئے ہیں۔ ان کے متعلق گذارش ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان سخت الفاظ کے مورد صرف علماء سوء ہیں۔ نیک اور شریف علماء نہیں۔ حضور خود فرماتے ہیں:۔ (۱) " ليس كلامنا هٰذا في اخيارهم بل في اشرارهم " (الہدیٰ صفحہ ۶۸) یعنی ہمارا یہ کلام شریر علماء کے متعلق ہے۔ (۲) " نعوذ بالله من هتك العلماء الصالحين وقدح شرفاء المهذبين سواءً كانوا من المسلمين او المسيحيين او الآرية۔" (لجۃ النور صفحہ ۶۷) یعنی ہم صالح علماء کی ہتک کرنے اور مہذب شرفاء کے متعلق طعنہ زنی کرنے سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ خواہ اس قسم کے شریف الطبع لوگ مسلمانوں میں سے ہوں۔ یا عیسائیوں یا آریوں میں سے"۔ (۳) " ایسے لوگ جو مولوی کہلاتے ہیں۔ انصار دین کے دشمن اور یہودیوں کے قدم پر چل رہے ہیں۔ مگر ہمارا یہ قول کلی نہیں ہے۔ راستباز علماء اس سے باہر ہیں۔ صرف خائن مولویوں کی نسبت یہ لکھا گیا ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۹) (۴) " ہماری اس کتاب اور دوسری کتابوں میں کوئی لفظ یا کوئی اشارہ ایسے معزز لوگوں کی طرف نہیں ہے۔ جو بدزبانی اور کمینگی کے طریق اختیار نہیں کرتے۔" (ایام الصلح ٹائیٹل پیج صفحہ ۲) اور علماء سوء کو برا کہنا کوئی جرم نہیں۔ جیسا کہ آپ کے اخبار میں چار مولویوں کی گرفتاری کی درخواست ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی سن لیجئے۔ آنحضرت صلعم علماء سوء کے متعلق فرماتے ہیں:۔ (۱) علماءهم شر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

من تحت ادیم السماء" (مشکوٰۃ کتاب العلم) ان کے علماء آسمان کے نیچے تمام مخلوقات سے بدتر ہوں گے۔ (۲) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ "اگر نمونہ خواہی کہ ببینی علماء سوء کہ طالب دنیا باشند" (الفوز الکبیر صفحہ ۱۰)

(۳) نواب صدیق حسن خاں صاحب فرماتے ہیں "اب اسلام کا صرف نام قرآن کا فقط نقش باقی رہ گیا ہے۔ مسجدیں ظاہر میں تو آباد ہیں۔ لیکن ہدایت سے بالکل ویران ہیں۔ علماء اس امت کے بدتر ان کے ہیں۔ جو نیچے آسمان کے ہیں"۔ (اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۲) پھر لکھتے ہیں:۔ یہ بڑے بڑے فقیہ یہ بڑے بڑے مدرس یہ بڑے بڑے درویش جو ڈنکا دینداری خدا پرستی کا بجا رہے ہیں۔ رد حق تائید باطل تقلید مذہب تقلید مشرب میں مخدوم عوام کالانعام ہیں۔ سچ پوچھو تو در اصل پیٹ کے بندے نفس کے مرید ابلیس کے شاگرد ہیں"۔ اقتراب الساعۃ صفحہ ۸

میں اب بفضل خدا آپ کے تمام اعتراضات کا جواب اصولی رنگ۔ تحقیقی رنگ اور الزامی رنگ میں ہر طرح سے دے چکا ہوں۔ صرف آپ کو توجہ دلانے کے لئے اور بجائے دوسرے کے نقائص نکالنے کے اپنے چہرے سے دھبے دور کرنے کے لئے آئینہ بھی دکھا دیتا ہوں۔ یعنی آپ کے اخبار تنظیم کے صرف دو پرچوں کے پانچ صفحوں کی گالیاں نقل کر دیتا ہوں۔ جو آپ نے اپنے فریق مخالف کو دی ہیں۔ "ایڈیٹر فقیہہ کو بھی[1] "اندھے کو اندھیرے میں دور کی سوجھی"[2] "بریلوی غلو اور ان کے باطلانہ عقائد"[3] "ایڈیٹر فقیہہ یرقان زدہ معلوم ہوتے ہیں ایک اندھے کیلئے سارا جہان ہے اندھا"[4] "بریلویوں کے شرکیہ اور کفریہ عقائد"[5] "بریلویوں کو قرآن مجید سے[6] بھی مس نہیں۔ اور خدا کے دشمنوں کو بو بھی کیسے"[7] "بریلوی عقائد کے لوگ بھی یہود سے کسی طرح کم نہیں"[8] "مگر یہ بریلوی ...... اللہ تعالیٰ سے بغض و عداوت رکھتے ہیں"[9] "ان خدا اور رسول کے دشمن بریلویوں کو" "بریلویو .... تمہاری تحریرات کفریات سے مملو ہیں"[10] "جماعت بریلویہ رضائیہ کے سناتن دھرمی عقائد" تنظیم ۱۸ر جنوری صفحہ ۳ و ۵ و ۶ "اخباری ملا کی تھیئٹر و سینماؤں میں زندگی گذارنے والے[11] نامہ نگار الفقیہہ" "ناپاک کور باطن"[12] "مفسدہ پرداز مقرروں"[13] "اہل شرک و بدعت"[14] "کمینگی"[15] "شرارت"[16] "مخالفت"[17] وغیرہ ذالک تنظیم ۱۴ر جنوری صفحہ ۹ و ۱۱

بالآخر میں آپ سے ایک گزارش کرتا ہوں۔ کہ ولا یجرمنکم شنآن قوم علیٰ ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ کے ماتحت اپنے فریق مخالف پر اعتراض کرتے وقت ذرا انصاف اور عدل سے کام لیا کریں۔ اور دوسرے کی عاقبت سنوارنے کی فکر میں اپنی عاقبت برباد نہ کیا کریں۔ بس اسی پر ختم کرتا ہوں۔

# اخلاقی کالم
## حکمت کی باتیں

(۱) خدا تعالیٰ کو وہ چیز زیادہ پسند ہے۔ جو اس کے کارخانہ میں نہیں۔ اور وہ ہے عجز و انکسار (۲) بزرگی حسب نسب سے نہیں بلکہ خداداد علم و ادب سے۔ (۳) خود پسندی و خود بینی سے تکبر و غرور پیدا ہوتا ہی (۴) جس گناہ سے کوئی طاعت فائدہ نہیں دیتی وہ کبر ہے (۵) جس کام کے کرنے سے شرم آتی ہو۔ اسکے کہنے سے بھی شرم کرنی چاہیئے۔

(۶) جیسا کہ درخت کا کمال پھل دینا ہے۔ ایسا ہی سعادت کا کمال اخلاق حمیدہ کا اظہار ہے۔

(۷) بھری مجلس میں کسی پر عیب چینی نہ کرو۔

(۸) حکمت ایک درخت ہی جو دل میں اُگتا ہے اور زبان سے پھل دیتا ہے۔ (۹) سب سے بڑا عالم وہ ہے۔ جو اپنے نفس کا محاسبہ ہر روز کرتا ہے (۱۰) پہاڑ کا سوئی کی نوک سے اکھاڑ پھینکنا آسان ہے۔ لیکن کبر و غرور کا دل سے نکالنا مشکل (۱۱) سب سے زیادہ عذاب کا مستحق قیامت کو عالم بے عمل ہے۔ (۱۲) فخر نہ کرنا ہی سب سے بڑا فخر ہے۔ اور نادان ہو کر دانا بننا حماقت (۱۳) جو مال خدا کی راہ میں صرف ہؤا اسی کو اپنا مال سمجھنا چاہیئے (۱۴) جو بیگانوں کے ساتھ مہربان ہے اس کا وطن سارا جہان ہے۔ (۱۵) انسان وہ ہے کہ جو ظلم و ستم کی قدرت رکھتا ہؤا نہ کرے (۱۶) جہاں اچھی اور نیک بات کی قدر نہ ہو۔ وہاں چپ رہنا بہتر ہے۔

(۱۷) حاجت کا فوت ہو جانا نااہل کی منت و احسان اٹھانے سے بہتر ہے (۱۸) مشورہ سخی اور شجاع سے کرنا چاہیئے نہ حاسد و طماع سے (۱۹) جو خلق پر مہربان نہیں خدا اس پر مہربان نہیں (۲۰) یار و اغیار کے امتحان کے لئے عمدہ معیار مصیبت ہے (۲۱) سب سے زیادہ شجاع وہ شخص ہے۔ جو حالت غیظ و غضب میں اپنے نفس پر قادر ہو (۲۲) جیسے کہ مریض کو خوشگوار غذا نہیں بھاتی ایسے ہی دنیا دار کو نصیحت نیک۔ (۲۳) بد بیوقوفوں کی ستائش سے نیک اور نیک معاندوں کی مذمت سے بد نہیں ہوتا۔

(۲۴) ہوشمند وہ ہے۔ جو اپنے حال کو گذشتہ زمانہ سے آئندہ کے زمانہ میں بہتر بنا دے۔ (۲۵) حسد نیک عملوں کو ایسا جلاتا ہے۔ جیسا کہ آگ لکڑیوں کو۔ (۲۶) جو اپنے آپ کو سب سے بڑا عقلمند خیال کرتا ہے وہی سب سے بڑا احمق ہے (۲۷) دشمنوں میں ایسی بات کہو۔ کہ اگر دوست ہو جائیں۔ تو شرمندگی نہ اٹھانی پڑے (۲۸) جو شخص دوستی کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اس میں لیاقت دشمنی بھی نہیں ہے (۲۹) غصہ حماقت اور نادانی سے شروع ہوتا ہے۔ اور ندامت و پریشانی پر ختم ہوتا ہے

(۳۰) نام وہ ہے جو خود پیدا کریں۔ اور جو نام والدین نے رکھا ہے۔ یہ نشان ہے (۳۱) سخی وہ ہے۔ جو اپنے مال سے بخل اور دوسرے کے مال پر نظر نہ کرے۔

# طبی کالم
## لیڈی کونین اور مسٹر کرنجوہ کا دلچسپ مکالمہ

کونین نے کی بحث کرنجوے سی یہ ایکدن
شیدا ہے مرے حسن خداداد پہ عالم
ہیں شرق سے تا غرب مجھے جانتے سب لوگ
ہر گھر میں ہر اک شخص کو ہے میری ضرورت
مقدار مری کم ہے مگر زود اثر ہوں
گولی مری بنتی ہے کبھی مانع لرزہ
لوشن میں کبھی کرتے ہیں تبدیل مری شکل
اس درجہ زمانہ نے مری قدر بڑھائی
برسات میں جاڑے میں مری قدر بہت ہے
موسم کے تپوں کے لئے اکسیر صفت ہوں
کشتہ کوئی ویدک کا نہیں میرے مقابل
"اسٹاک" دواؤں کا مرے دم سے ہے معمور
دوکانوں پہ گاہک مرے پھرتے ہیں تلاشی
بوتل میں بھری رہتی ہوں شیشہ کی پری ہوں
یکتائی کا دعوےٰ ہے مجھے عالم طب میں
سُنکر یہ کرنجوہ نے کہا اے بُت کافر
شیخی و تعلی تری معلوم ہے مجھ کو
تو آپ ہی اپنے کو سمجھ سب سے زیادہ
گو تیری زمانہ نے بہت قدر بڑھائی
لیکن تو کسی طرح نہیں میرے مقابل
میں ہند کے اک پیڑ کا ناچیز ثمر ہوں
صنعت سے مبرا ہے مری صورت و سیرت
ہے عالم تکوین میں خود رو مری ہستی
کھانے میں تکلف نہ مجھے لانے میں دقت
ہر عمر میں ہر فصل میں کھاتے ہیں مجھے لوگ
تیری ہی طرح دافع تپ ہے مری تاثیر
امراض شکم میں مجھے دیتے ہیں اطباء
تو گرم مزاجوں کے لئے سخت مضر ہے
کانوں میں صدائیں ترے کھانے سی ہوں پیدا
کھائیں مجھے برسوں تو نہ ہو کوئی اذیت
کڑوی نہیں ہے کوئی دوا تجھ سے زیادہ
یورپ سے جو آنا ترا ہو جائے ابھی بند
ہے طب کی کتابوں میں مرے نام کی عظمت
تیری ہی طرح عہد سلف میں تھی مری قدر
اب قدر نہ طب کی نہ اطباء کی ہے باقی
ہر چیز کا دنیا میں ہؤا کرتا ہے اک وقت
اس وقت ہے دنیا کی ہوا تیرے موافق
لیکن یہ مشیخت یہ تکبر نہیں لازم
تو دیکھ نہ دنیا میں حقارت سے کسی کو
محجوب ہوئی سُن کے کرنجوہ کی یہ تقریر
احسن ہے ہر ایک شے کو اسی وقت ترقی
ہیں حسن میں ہمشکل ہوں سیرت میں ہوں بہتر
ہے نقش مری یاد کا ہر شخص کے دل پر
مشہور مرا نام زمانہ میں ہے گھر گھر
محبوب مجھے رکھتے ہیں نادار و تو انگر
آسانی ترکیب میں ہوں سب سے فزوں تر
کہتے ہیں مرکب کو مرے دافع "فیور"
برتاؤ میں رکھتے ہیں کبھی صورت پوڈر
پیوست مجھے کرنے لگے خون کے اندر
کونین کے کھانے کے ہیں بے وجہ بھی خوگر
طاقت کی دواؤں میں ہے درجہ مرا بڑھ کر
طب کی کوئی بُوٹی نظر آتی نہیں ہمسر
سب ہاسپٹل ہیں مرے جلوہ سے منور
شہرت مرے اوصاف کی دنیا میں ہے گھر گھر
ہوں اپنے نصیبہ کی حقیقت میں سکندر
قدرت نے بنایا نہیں میرا کوئی ہمسر
یکتائی کا دعوےٰ ہے ترا لغو سراسر
دیکھے ہیں مقابل میں ہمیشہ ترے جوہر
تو اپنی زباں سے یونہی تعریف کیا کر
گو دھوم مچی ہے ترے اوصاف کی گھر گھر
تاثیر تیری ہو نہیں سکتی مری ہمسر
ہر وقت ہر ایک گاؤں میں آتا ہوں میسّر
ہیں حُسن حقیقی کے مری ذات میں جوہر
منبت مرا ویرانہ و کوہسار ہے اکثر
میں خدمت مخلوق کو حاضر ہوں بلا زر
نقصان کسی کو نہیں دیتا ہوں ذرا بھر
اور بعض بتاتے ہیں مجھے تجھ سے بھی بڑھ کر
قولنج میں پیتے ہیں چلم میں مجھے رکھکر
صورت تیری محبوب ہے سیرت تری بدتر
نقصاں رساں ہوتی ہے مقدار میں بڑھکر
کھائیں تجھے دس روز تو آنے لگیں چکر
اور ذائقہ ہے زہر ہلاہل کے برابر
عاشق تیرے ہو جائیں تپ ہجر سے مضطر
ہر فرد و بشر ہے مری تاثیر سے ششدر
برتاؤ میں رکھتے تھے اطباء مجھے اکثر
اسواسطے گردش میں ہے میرا بھی مقدر
جس میں کہ ترقی اُسے ہوتی ہے میسّر
حامی ہے ترا ملک زمانہ ترا یاور
اس درجہ نہ ہو جامۂ تہذیب سے باہر
تو جان نہ اپنے سے کسی چیز کو کمتر
کونین نے پھر کی نہ کوئی جرح مکرر
جب قوم بھی حامی ہو زمانہ بھی ہو یاور

(ماخوذ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# ہفتہ بھر کی خبروں کا انتخاب

کشمیر میں اس سال اتنی شدید برف باری ہوئی۔ کہ اسکی مثال اس سے پہلے دیکھنے میں نہیں آئی۔ بڑے بڑے بوڑھے اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

— ڈوور تحصیل ویری ناگ میں برف کے دو تودے گرنے سے ۱۱ اشخاص ہلاک ہوئے۔ یہ مہلک حادثہ بے حد تعجب خیز ہے۔ کیونکہ یہ جگہ بلند پہاڑیوں سے بہت دور واقع ہے۔

— اسی طرح بردان کے قریب ایک گاؤں پر برف کا تودا گرا۔ جس کی وجہ سے ۱۵ اشخاص اور چند مویشی ہلاک ہوگئے۔ ایک جھونپڑی زمین میں دب گئی۔ جسکی وجہ سے متعدد اشخاص مجروح ہوئے۔ حکومت نے زخمیوں کی طبی امداد کا انتظام کردیا ہے۔

— مسٹر شورش اور اس کے ۴ ہمراہیوں کا مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ ملزم عید کے روز سر سکندر کی کوٹھی کی طرف مارچ کرنے کے جرم میں گرفتار کئے گئے تھے۔ اتحاد ملت کے رضا کاروں نے وکیل کے ذریعہ سے مقدمہ کی پیروی کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن پٹھان سرغنہ لال بیگ خاں نے کہا۔ کہ ہمیں جلد از جلد سزا دی جائے۔ مسٹر شورش نے اسکی مخالفت کی۔ لال بیگ نے کہا۔ تو لاہوری غنڈہ ہے۔ لیکن میں پشاور کا بدمعاش ہوں۔ آخر مسٹر شورش نے عدالت سے مشورہ کے لئے ۱۵ منٹ کی اجازت مانگی۔ جو دے دی گئی۔ مشورہ کے بعد ملزموں نے مقدمہ کی پیروی کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ سماعت شروع ہوئی۔ ملزموں کے وکیل نے مرزا محمد باقر صاحب کو توال پر جرح کی۔ شورش ۴ ماہ باقی ملزموں کو دو دو ماہ قید کی سزا دی گئی

— مرکزی اسمبلی میں یہ سوال پیش کیا گیا تھا کہ ریلوے ملازمتوں میں مسلمانوں کو ۲۵ فی صدی حصہ ملنا چاہیئے۔ سر سٹوارٹ نے اس کے جواب میں کہا۔ کہ اس مطالبہ کو یک لخت عملی جامہ پہنانا مشکل ہے۔ البتہ بتدریج اس پر عمل کیا جائیگا۔

اٹلی اور برطانیہ کی گفتگو سے مصالحت میں اٹلی کی طرف سے یہ تین مطالبات پیش ہونے والے ہیں۔ حبش پر اٹلی کا قبضہ تسلیم کیا جائے۔ بحیرۂ روم اور نہر سویز میں خاص حقوق دیئے جائیں۔ ۷ کروڑ پونڈ قرضہ دیا جائے۔

جاپان چین کے ۲۶ ہزار مربع میل رقبہ پر قبضہ کرچکا ہے۔ جو جاپان کے اپنے رقبہ سے

— حاجی بغداد سے مکہ کو روانہ ہوئے تھے۔ چونکہ ان کے پاس پروانہ راہداری نہیں تھا۔ اس لئے انہیں راستہ ہی سے واپس کردیا گیا۔ تنگی خرچ کی وجہ سے انہوں نے چھوٹا راستہ اختیار کیا۔ لیکن وہ راستہ بھول گئے۔ ۱۰ آدمی تو راستہ ہی میں بھوک پیاس سے مرگئے۔ ایک آدمی قریب المرگ تھا۔ کہ ایک قافلہ وہاں پہنچ گیا۔ اس لئے اسکی جان بچ گئی۔

ہنگری کی نازی پارٹی توڑ دی گئی ہے۔ پارٹی کے ۷۲ ارکان جن میں پارٹی کا لیڈر بھی شامل ہے پولیس کی نگرانی میں ہیں۔

— سلطان ابن سعود نے حجاز میں نومسلموں کے داخلہ پر حسب ذیل پابندیاں عائد کی ہیں۔

(۱) ہر نومسلم جو حج۔ عمرہ یا زیارت مدینہ شریف کا ارادہ رکھتا ہو۔ اسے جدہ میں مذہبی کمیٹی کے سامنے اپنے دعوئی کا ثبوت پیش کرنا چاہیئے۔

(۲) جو نومسلم حرمین شریفین میں داخلہ کی خواہش رکھتے ہیں۔ انہیں جدہ میں حکومت کی مقرر کردہ کمیٹی کے روبرو اس جماعت کی مصدقہ شہادتیں پیش کرنی چاہیئیں۔ جس کے سامنے اس نے اسلام قبول کیا ہے۔

(۳) جس نومسلم کے پاس اسلامی ممالک کی کسی بڑی اور معتبر اسلامی انجمن یا کسی مشہور و معروف عالم دین کی مصدقہ شہادت ہوگی۔ وہ جدہ کی مذہبی کمیٹی کی تصدیق کے بعد حرمین میں داخل ہو سکے گا۔

(۴) جو مسلم مذکورہ بالا قسم کی کوئی شہادت پیش نہیں کرے گا۔ اسکی درخواست پر مذہبی کمیٹی غور کرے گی۔ اور جدہ میں ۱۵ دن تک زیر امتحان رہیگا۔ جب اس کا دعوئی قبول اسلام صحیح ثابت ہو جائیگا اور محکمہ شرعی جدہ اس کے اسلام کی تصدیق کر دے گا۔ تو اسے داخلہ کی اجازت مل سکے گی۔

(۵) جدہ کی دینی کمیٹی حسب ذیل اشخاص پر مشتمل ہوگی۔

(۱) صدر محکمہ شرعی (جدہ) صدر انجمن نہی منکر ۳ کوئی ایک عالم جسے حکومت اس کام کا اہل سمجھے

(۴) حکومت کو یہ اختیار کامل حاصل ہوگا۔ کہ جن لوگوں کے متعلق اسے اس قسم کا شبہ ہو۔ کہ وہ سیاسی فوجی یا اسی قسم کی اغراض کے پیش نظر حجاز میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ انہیں داخلہ کی اجازت نہ دے۔

---

# وصیتیں

**۴۹۷۹**۔ منکہ محمد اسحاق ولد چودھری چراغدین صاحب نمبردار قوم آرائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن گوکھووال چک ۲۷۶ ضلع لائل پور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۹ ۱۲/۳۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

۱۔ اس وقت میری موجودہ جائیداد کوئی نہیں۔ کیونکہ میرے والد صاحب بفضل خدا زندہ ہیں۔

۲۔ میرا گذارہ میری ماہوار آمدنی پر ہے جو اس وقت ۹۰ ماہوار ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ ماہ بماہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اگر کوئی میری آمدنی میں کمی بیشی ہوئی۔ تو اسکی اطلاع دفتر کو کیا کروں گا۔ اور اسی کے مطابق حصہ آمد ادا کروں گا۔

۳۔ میری وفات کے بعد اگر میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

العبد:۔ محمد اسحاق نگران خاص بر مکان چودھری علی محمد صاحب محلہ دار العلوم

گواہ شد:۔ اسد اللہ خاں کارکن دفتر مقبرہ بہشتی۔ گواہ شد:۔ عبد الرحمن خاں احمدی کارکن نظارت امور عامہ۔

**۴۹۸۳**۔ منکہ ملک مبارک احمد خاں ولد حکیم عبد العزیز خاں صاحب قوم ککے زئی پیشہ تبلیغ اسلام عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن ایمن آباد ڈاکخانہ خاص ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲ ۲/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں البتہ مجھے بطور جیب خرچ اپنے ماموں صاحب سے مبلغ پندرہ روپے ماہوار ملتے ہیں۔ میں اس کا دسواں حصہ ماہ بماہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اگر اس میں کچھ کمی وبیشی ہوئی۔ تو اس کا بھی دسواں حصہ ادا کرتا رہوں گا۔ نیز میرے مرنے پر جو میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ ایم مبارک احمد خاں ایمن آبادی

گواہ شد:۔ عبد الوہاب عمر قادیان۔ گواہ شد: عبد الاحد مولوی فاضل ٹیچر مدرسہ احمدیہ قادیان۔

**۴۹۸۴**۔ منکہ محمد عبد الغفار ولد شیخ امام صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت سنہ ۱۹۱۳ء ساکن تعلقہ یادگیر ضلع گلبرگہ صوبہ حیدرآباد دکن بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸ ۱/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

اس وقت میری جائیداد غیر منقولہ بصورت مکانات تقریباً گیارہ سو روپیہ سکہ عثمانیہ کی مالیت کے ہیں۔ اور جائیداد منقولہ بصورت تجارتی مال چار سو روپیہ سکہ عثمانیہ ہے۔ اس کے علاوہ میری ماہوار آمدنی مبلغ پینتیس روپے سکہ عثمانیہ ہے ان سب کی میں ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں اگر اس حصۂ وصیت میں میں کوئی رقم اپنی وفات سے قبل صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرادوں۔ تو وہ میری وصیت کی رقم سے منہا کردی جائے۔ میری وفات پر اگر اس جائیداد کے علاوہ میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اسکی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱/۱۰ حصہ کی مالک ہو۔

العبد:۔ محمد عبد الغفار ولد شیخ امام صاحب مرحوم۔ گواہ شد:۔ عبد العزیز ولد شیخ امام صاحب مرحوم۔ گواہ شد:۔ ولی محمد احمدی یادگیر۔

**۴۹۸۵**۔ منکہ بشیر احمد ولد شیخ مختار نبی صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قلعہ قرانہ ڈاکخانہ گوجرانوالہ ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۴ ۲/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد پندرہ روپے ہے۔ میں تا زیست اپنی آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ بشیر احمد نائب محرر تعلیم وتربیت

گواہ شد:۔ اکبر علی انسپکٹر آف ورکس ریٹائرڈ اکبر منزل قادیان۔ گواہ شد:۔ مولا بخش پنشنر کلرک آف کورٹ حال ناظم جائیداد قادیان

---

## یاددہانی

فاروق کی خریداری بڑھانا آپکا قومی فرض ہے